مواعظ اختر نمبر ۷۵

ریا کی حقیقت اور اُس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: ریا کی حقیقت اور اس کا علاج

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۲۳ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۹؍اپریل ۱۹۹۱ء
بروز منگل، بعد فجر
شب ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ بمطابق ۱۴؍اپریل ۱۹۹۱ء
بروز اتوار، ختم قرآن

مقام: مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

موضوع: ریا، دکھاوا اور اس کا علاج؛ قرآن پاک کے حقوق اور آداب؛ شبِ قدر کی دعا اور اعمال، اسم اعظم کی دعا

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ
بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ریا کی حقیقت اور اس کا علاج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

ایک روحانی بیماری جس سے سارے اعمال ضائع ہوجاتے ہیں اور عبادت کی محنت رائیگاں ہوجاتی ہے بلکہ صرف رائیگاں نہیں بلکہ انسان اُلٹا عذاب میں مبتلا کردیا جاتا ہے، اس کا نام ہے ریا، دکھاوا۔ آج اسی مضمون کو بیان کرنا ہے۔ دکھاوا ایک ایسی بیماری ہے جس کی وجہ سے قیامت کے دن ایک شہید، ایک قاری اور ایک سخی تینوں جہنم میں ڈالے جائیں گے:

((اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلَیْہِ رَجُلٌ اسْتُشْھِدَ۔۔۔۔لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ۔۔۔۔لِیُقَالَ ھُوَ قَارِیٌٔ فَقَدْ قِیْلَ۔۔۔۔لِیُقَالَ ھُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ))

(صحیح مسلم: (قدیمی)؛باب من قاتل للریاء والسمعۃ استحق النار؛ ج ۲ ص ۱۴۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شہید کو بلائیں گے اور پوچھیں گے کہ تم نے جو میری راہ میں گردن کٹائی تو اس سے تمہاری نیت کیا تھی؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ! میں نے آپ کی راہ میں آپ کے لئے شہادت اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو، ہم تمہارے دل کی نیت کو جانتے ہیں، تم نے شہادت اس لئے اختیار کی تھی کہ تمہیں دنیا والے کہیں کہ بہت بہادر آدمی ہے لہٰذا اے فرشتو! اس کو جہنم میں لے جاؤ۔ دیکھو! جان بھی گئی اور جنت بھی نہ ملی، ریا ایسی خطرناک بیماری ہے کہ جان بھی گئی اور جنت بھی نہیں پائی۔ اس لئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو بیان کرتے تھے تو غلبۂ خوفِ الٰہی سے بے ہوش ہوجاتے تھے کہ معلوم نہیں ابوہریرہ کا کیا حال ہوگا۔ رضی اللہ عنہ

((اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْبَیْتِ مَا مَعَنَا اَحَدٌ غَیْرِیْ وَ غَیْرُہٗ ثُمَّ نَشَغَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ نَشْغَۃً شَدِیْدَۃً......))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)؛ ابواب الزھد؛باب الریاء والسمعة، ج ۲ ص ۶۳)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نہ جانے قیامت کے دن اشرف علی کا کیا حال ہوگا؟ آہ! حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان حضرات پر اللہ کا خوف غالب تھا، لیکن آج ہم لوگ تھوڑی سی عبادت کر کے اپنے کو خواجہ حسن بصری سے کم نہیں سمجھتے مگر جنہیں اللہ نے اخلاص عطا فرمایا ہے، وہ ہر وقت اپنے بارے میں فکر رکھتے ہیں کہ میرا یہ عمل قبول بھی ہے یا نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ﴾

(سورة المؤمنون: آیة ۶۰)

یعنی صحابہ اللہ کے راستہ میں خوب خرچ کرتے ہیں، مَآ اٰتَوْا کا یہ صیغہ مبالغہ کے لئے آتا ہے یعنی دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں، اہل بلاغت نے لکھا ہے کہ اس میں صحابہ کا اللہ کے راستہ میں کمالِ انفاق یعنی بہت زیادہ خرچ کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا اللہ کے راستہ میں خوب دیتے ہیں لیکن اللہ کے راستہ میں خرچ کر کے ان میں اکڑ نہیں آتی بلکہ بجائے اکڑنے کے دل میں ڈرتے رہتے ہیں۔

امید اور خوف کے درمیان رہنا

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

((اَھُمُ الَّذِیْنَ یَشْرَبُوْنَ الْخَمْرَ وَیَسْرِقُوْنَ قَالَ لَا یَابِنْتَ الصِّدِّیْقِ وَلٰکِنَّھُمُ الَّذِیْنَ یَصُوْمُوْنَ وَیُصَلُّوْنَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ وَھُمْ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْھُمْ۔ رواہ الترمذی وابن ماجة))

(مشکوٰة المصابیح: (قدیمی)، کتاب الرقاق؛ باب البکاء والخوف؛ ص ۴۵۷)

کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کون لوگ ہیں اور کیوں ڈرتے ہیں؟ کیا یہ لوگ شراب پیتے ہیں، چوری کرتے ہیں، یہ کیوں ڈرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر کی بیٹی! ایسا نہیں ہے، ان کو ڈر ہے کہ معلوم نہیں عمل قبول ہوگا یا نہیں؟ لہٰذا ہر شخص عمل کر کے قبولیت کی امید تو رکھے لیکن اکڑے نہیں کہ بس جنت تو ہمارا رجسٹرڈ معاملہ ہے۔ نہیں۔ ایمان اور خوف کے درمیان رہنا چاہیے، امید اور خوف کے درمیان میں اپنے کو رکھے۔ اس کو میرے پیر و مرشدِ اوّل شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ کرتے رہو، ڈرتے رہو۔ اتنا نہ ڈرو کہ کرنا ہی چھوڑ دو، اتنا خوف نہ ہو کہ انسان کہے کہ بس میاں چھوڑو، کچھ نہ کرو۔ لہٰذا کرتے رہو ڈرتے رہو یعنی عمل میں خوب کوشش کرو مگر ساتھ ساتھ اللہ سے ڈرتے بھی رہو۔ تو جس نبی کے سینۂ مبارک پر قرآن نازل ہوا اُسی زبانِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تفسیر ہے کہ ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں، کس بات سے ڈرتے ہیں؟ یَخَافُوْنَ اَنْ لَّا یُقْبَلَ مِنْھُمْ ان کو ڈر ہے کہ پتا نہیں ہمارا عمل قبول بھی ہے یا نہیں؟ لہٰذا اللہ والوں پر یہی کیفیت رہتی ہے، وہ مدرسہ کھولیں، خانقاہ بنائیں، دین کی کتاب لکھیں یا تقریر کریں ہر نیک عمل کے بعد یہی کیفیت ہونی چاہیے کہ معلوم نہیں کہ اللہ کے یہاں قبول بھی ہے کہ نہیں؟

اہل اللہ کی صحبت سے اخلاص ملتا ہے

مجھے جنوبی افریقہ کا ایک قصہ یاد آیا کہ وہاں ایک ستر سالہ بوڑھے حافظِ قرآن ہیں جو حفظِ قرآن میں بڑے بڑے علماء کے استاد ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ میں جہاں جاتا ہوں آپ کے شاگرد ملتے ہیں تو آپ کے کتنے شاگرد ہیں؟ فرمایا کہ مرنے کے بعد بتاؤں گا کہ میرے کتنے شاگرد ہیں؟ اگر اللہ نے قبول کرلیا تو وہ ہمارے شاگرد ہیں، وہی ہمارے لئے مفید ہیں اور اگر

اللہ نے قبول نہیں کیا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ان میں یہ اخلاص کہاں سے آیا؟ وہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔

اخلاص کے بغیر عمل قبول نہیں اور یہ اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے۔ مدرسوں اور تبلیغی جماعتوں سے عمل کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے عمل کا قبول ملتا ہے۔ یہ بات میرے شیخ و مرشد شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے کانپور کے قریب کئی لاکھ کے تبلیغی اجتماع میں بیان فرمائی تھی کہ اے تبلیغ والو! آپ لوگ مدرسوں کو حقیر مت سمجھو کہ یہ علماء مدرسوں میں بیٹھے کیا کررہے ہیں؟ ان سے یہ مت کہو کہ آپ سب بھی نکلو۔ اگر یہ دار العلوم اور مدرسے نہیں ہوں گے تو آپ کی جھولی میں علم نہیں ہوگا، مَآ اُنْزِلَ نہیں ہوگا تو تبلیغ کس بات کی کروگے؟ تبلیغ کے بارے میں قرآن کی آیت کیا ہے؟

﴿بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ﴾

(سورۃ المآئدۃ: آیۃ ٦٧)

فرمایا کہ اے نبی! آپ اس چیز کی تبلیغ کریں جو آپ پر نازل کی گئی ہے، تو مدرسوں میں جو مَآ اُنْزِلَ سکھایا جاتا ہے اگر یہ مَآ اُنْزِلَ نہیں ہوگا تو تبلیغ کس چیز کی کروگے؟ شیخ کا یہ جملہ بہت قیمتی ہے کہ مدرسوں سے اور تبلیغ سے عمل کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے، بزرگانِ دین کی صحبتوں سے اخلاص کے ذریعہ عمل کا قبول ملتا ہے، اس لئے خانقاہوں کو بھی حقیر مت سمجھو۔ لہٰذا بزرگانِ دین ہر وقت اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے کسی عمل میں دکھاوا تو شامل نہیں ہوگیا، وہ ہر وقت اس غم میں رہتے ہیں۔

شرک اور اس سے بچنے کی دعا

کنز العمال میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ:

((اَلشِّرْكُ اَخْفٰى فِيْ اُمَّتِيْ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا (وفی المرقاۃ) اَلشِّرْكُ اَدَقُّ مِنْ دَبِيْبِ النَّمْلَةِ السَّوْدَآءِ عَلَى الصَّخْرَةِ الصَّمَّآءِ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَآءِ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، رقم الحدیث ۸۸۴۴، ج ۳ ص ۳۲۸)

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الریاء والسمعۃ، ج ۹ ص ۵۱۳)

اے ابوبکر صدیق! میری امت میں ریا ایسا خفیہ داخل ہوگا جیسے کالی چیونٹی کالے پتھر پہ چلتی ہے۔ دیکھو! اندھیری رات میں چیونٹی بھی کالی ہو اور کالا پتھر ہو، کیسے پتا چلے گا؟ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب امت میں ریا، دکھاوا ایسی خاموشی اور اتنے خطرناک طریقہ سے آئے گا تو ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ فَكَيْفَ النَّجَاةُ وَالْمَخْرَجُ مِنْ ذٰلِكَ جب ریا اتنی خطرناک اور خفیہ زہر ہے تو اس سے بچنے کا کیا راستہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق! اگر تم یہ دعا پڑھ لو اِذَا قُلْتَهٗ بَرِئْتَ مِنْ قَلِيْلِهٖ وَ كَثِيْرِهٖ وَ صَغِيْرِهٖ وَ كَبِيْرِهٖ تو تم قلیل ریا سے، کثیر ریا سے، چھوٹے ریا سے اور بڑے ریا سے بچ جاؤ گے۔ تو کم از کم ہم لوگ یہ دعا تو پڑھ لیا کریں، اگر کسی کو دعا یاد نہ ہو تو میرے یہاں سے ایک رسالہ مفت ملتا ہے جس کا نام ہے ''قرآن وحدیث کے انمول خزانے'' مگر افسوس ہے کہ آج کوئی مفت کی پینے کے لئے بھی تیار نہیں ہے، قرض کی پینے میں تو خطرہ ہے جیسے غالب نے کہا تھا ؎

قرض کی پیتے ہیں ہم لیکن سمجھتے ہیں کہ ہاں
رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

یعنی قرض والے پکڑ لیں گے لیکن ہماری خانقاہ میں ایسے رسالے مفت دیئے جا رہے ہیں، اس رسالہ میں یہ دعا لکھی ہوئی ہے:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ))

(کنز العمال:(دار الکتب العلمیة)، رقم الحدیث ۸۸۴۴، ج ۳ ص ۳۲۸)

اے اللہ! میں پناہ چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ شرک کروں چاہے مجھے اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ یہ نہیں کہ علم تو ہے مگر دنیاوی لالچ کی وجہ سے دکھاوا کررہا ہے، مثلاً ویسے تو رکوع میں روزانہ تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پڑھتا ہے لیکن جب دیکھا کہ آج کوئی سیٹھ آیا ہوا ہے یا کوئی عرب شیخ آیا ہوا ہے تو آج سجدہ میں کچھ زیادہ مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا تو معلوم ہوا کہ آج اس نے چندہ لینے کے لئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھا، اللہ کے لئے نہیں پڑھا۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجددانہ شان

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی اپنے شیخ اور مرشد کو خوش کرنے کے لئے اپنی عبادت میں اضافہ کردے تو یہ ریا نہیں ہے۔ حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میرے بعد جو مجدد آئے گا وہ میری ہی کتابوں سے تعلیم دے گا، کئی سو برسوں کے لئے میری تعلیمات کافی ہیں۔ یہ بات حضرت کی تحریر میں موجود ہے مگر افسوس! لوگوں نے حکیم الامت کو پہچانا نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہر سو برس کے بعد ایک مجدد آتا ہے، اب میرے بعد جو مجددین آئیں گے وہ میری ہی تعلیم کو پھیلائیں گے، میرے تجدیدی کارنامے کئی سو برسوں کے لئے کافی ہیں۔ تو اللہ نے انہیں ایسا مقام دیا تھا، بڑے بڑے علماء جس طرح حضرت سے رجوع ہوئے، دنیا میں ابھی تک ایسا کوئی شیخ نہیں گذرا کہ اتنے علماء اس کے قدموں میں جا پہنچے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو ذہانت بھی عجیب دی تھی، نامور علماء بھی حضرت سے گفتگو کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خداداد ذہانت

آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے عالم تھے، جن کی کتاب تعلیم الاسلام آج مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ تو حضرت مفتی صاحب تھانہ بھون گئے کہ حضرت سے تحریکِ خلافت کی تائید میں کچھ تحریر لے لوں۔ اس تحریک میں مسلمان اور ہندو ایک ساتھ مل کر کام کررہے تھے۔ حضرت نے آثار وقرائن سے بھانپ لیا تھا کہ ہندو، کافر کبھی مسلمان کا خیر خواہ نہیں ہوسکتا کیونکہ حضرت نے دیکھا کہ آج مسلمان گاندھی کی پیروی میں پاؤں میں کھڑاؤں پہن رہے ہیں، ماتھے پر لال رنگ کا قشقہ لگارہے ہیں اور ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے گائے کی قربانی بند کررہے ہیں، ان وجوہات سے حضرت اس تحریک کی مخالفت کررہے تھے۔ کسی نے حضرت سے کہا کہ گاندھی بہت عقل مند ہے، اپنی تقریروں میں قرآن کی آیات پڑھتا ہے، تو حضرت نے فرمایا کہ اگر عقل مند ہوتا تو ایمان لاتا، اس کے بے وقوف ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خدا پر ایمان نہیں لارہا، جو خدا پر ایمان نہ لائے وہ عقل مند ہے یا بے وقوف؟ ایک شخص نے کہا کہ حضرت! اگر آپ دہلی میں گاندھی کی رہائش گاہ، اس کے مکان آنند بھون تشریف لے چلیں تو وہ آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہوجائے گا، تو حضرت نے فرمایا اشرف علی کیوں جائے آنند بھون، گاندھی کیوں نہیں آتا تھانہ بھون؟

تو مفتی کفایت اللہ صاحب نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! اگر آپ اس تحریک میں کھڑے ہوجائیں تو تمام مسلمانوں کو جو آپ سے عقیدت ہے، اس بناء پر ساری قوم کھڑی ہوجائے گی، میں اسی کام کے لئے آپ کی خدمت میں دہلی سے حاضر ہوا ہوں کہ اگر آپ اس تحریک میں کھڑے ہوجائیں تو پوری قوم

کھڑی ہوجائے گی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مفتی صاحب سوچ کر بولئے۔ آہ!
حضرت کو اللہ نے کیا مقام دیا تھا۔ تو مفتی صاحب نے آنکھیں بند کرکے سوچا
پھر کہا کہ حضرت! اگر آپ کھڑے ہوجائیں تو ساری قوم کھڑی ہوجائے گی۔
حضرت نے فرمایا کہ ایک دفعہ اور سوچ لیجیے۔ مفتی صاحب نے جب تیسری دفعہ
سوچ کر کہا کہ میرا عقیدہ اب بھی یہی ہے، مجھے یہی امید ہے کہ اگر آپ
اس تحریکِ خلافت میں کھڑے ہوجائیں تو ساری قوم کھڑی ہوجائے گی۔
اب حضرت کا جواب سنئے! حضرت نے فرمایا کہ اگر ساری قوم کو اشرف علی سے
اتنی عقیدت ہے کہ میرے کھڑے ہونے سے ساری قوم کھڑی ہوجائے گی تو
اشرف علی جو ابھی کھڑا نہیں ہوا ہے، بیٹھا ہوا ہے تو ساری قوم میرے ساتھ
بیٹھتی کیوں نہیں؟ اگر کھڑے ہونے میں میری معتقد ہے تو بیٹھنے میں میری
معتقد کیوں نہیں ہوتی؟ معلوم ہوا یہ عقیدت مطلب کے لئے ہے۔ بس
مفتی صاحب خاموش ہوگئے اور دہلی واپس تشریف لے گئے۔

گاندھی کا مسلمانوں کے ساتھ دجل وفریب

حضرت کے بھتیجے مولانا شبیر علی صاحب دامت برکاتہم نے مجھ سے
خود فرمایا کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے کئی گھنٹے مراقبہ کیا کہ مسلمانوں کا کس
صورت میں فائدہ ہے؟ آخر میں فرمایا کہ الحمدللہ! اللہ نے میرا سینہ اس بات پر
کھول دیا ہے کہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے الگ کوئی تحریک قائم کرنی چاہیے
کیونکہ کافروں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ چنانچہ بعد میں اس گاندھی کافر کا دھوکہ
اس طرح ظاہر ہوا کہ اس مردود نے اعلان کیا کہ جتنے مسلمان اور ہندو ہیں سب
انگریزوں کا بائیکاٹ کردیں، انگریز کی نوکریاں چھوڑ دیں اور چپکے چپکے ایک
سازش کے تحت اس نے ایک پیغام جاری کیا کہ اے ہندوؤ! مسلمان جب

نوکری چھوڑیں تو مسلمانوں کی نوکری تم لے لینا۔ لہٰذا جب مسلمانوں نے جوش میں آ کر نوکریاں چھوڑ دیں تو گاندھی کی خفیہ سازش سے ان نوکریوں پر ہندوؤں نے قبضہ کرلیا۔ ارے میاں! کافر کب ہمارا ہوسکتا ہے؟ حدیث پاک میں ہے کہ:

((اِنَّ الْكَفَرَةَ كُلَّهُمْ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ عِنْدَ مُقَابَلَتِهِمْ بِالْمُسْلِمِيْنَ))

(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الفرائض والوصایا، ج ۶ ص ۲۱۱)

یعنی مسلمانوں کی مخالفت میں سب کافر ایک قوم بن جاتے ہیں۔ میرے شیخ گاندھی کو طاغوتِ اکبر فرماتے تھے، اس ظالم نے مسلمانوں کو ایسا بیوقوف بنایا کہ کچھ مولویوں نے اس کے مرنے پر اس کو شہید تک قرار دے دیا۔ بھلا بتایئے! کافر بھی شہید ہوسکتا ہے؟ ایک مرتبہ میرے سامنے جونپور کی شاہی مسجد کا امام نظر آیا تو حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جو مولوی آرہا ہے، اس نالائق نے بھی گاندھی کی موت پر کہا تھا کہ گاندھی شہید ہے، بعض وقت میں عقیدہ ایسا بھی خراب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اللہ والوں کی زندگی کو غنیمت سمجھو جو گمراہی میں اپنی جان پر کھیل کر حق پیش کرتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا توکل

حضرت کو بھی ایسے خطوط آتے تھے کہ اگر تم اس تحریک کی مخالفت سے باز نہ آئے تو جان سے ماردوں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ میری حفاظت کے لئے اس زمانہ میں خانقاہ کے دروازے پر دو مجذوب موجود رہتے تھے، ایک جاتا تھا تو دوسرا پہرا دیتا تھا۔ حضرت روزانہ صبح اکیلے تسبیح لے کر ٹہلنے جاتے تھے، ایک دن ایک ہندو نے کہا کہ حضور! میں نے سنا ہے کہ آج کل آپ کے قتل کی دھمکیاں آرہی ہیں، آپ اکیلے نہ ٹہلا کریں تو حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر کہا کہ لالہ جی! وہ کافی ہے۔ اُس ہندو نے کہا کہ بس پھر تیرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ہر شر سے حفاظت کا مسنون عمل

کل میری گھر والی کے پاس ایک عورت آئی تھی، اس نے کہا کہ میرے سسرال سے افطاری آئی تھی، اس میں سے یہ تعویذ نکلا ہے، وہ تعویذ اپنے ساتھ لائی تھی۔ جب میں نے تعویذ دیکھا تو وہ اچھا تعویذ تھا یعنی میاں بیوی میں محبت کرانے کا تعویذ تھا لیکن لوگ تعویذوں سے ڈر جاتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ تعویذ سے ڈرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، جہاں سے تعویذوں میں اثر آتا ہے اس سے رابطہ قائم کرلیں۔ جو اللہ کا ہو گیا دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، جس کو خدا رکھے اس کو کون چکھے اور جس کو خدا نہ رکھے ساری دنیا اس کو چکھے۔ جو صبح شام تینوں قل پڑھ لے یعنی جو سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین تین دفعہ روزانہ صبح شام پڑھ لے دنیا بھر کا کالا عمل، دنیا بھر کے جنات اس کا ایک بال بھی نہیں بگاڑ سکتے کیونکہ حدیث میں ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور جس کے لئے خدا کافی ہو تو اللہ کے مقابلہ میں جنات کیا ہیں؟ ایک فرشتہ کو اللہ حکم دے دے اور وہ چیخ مار دے تو سارے جن مر جائیں گے۔

ہجرت کا ایک تکوینی راز

اگر خدا چاہتا تو ابولہب اور ابوجہل کو فرشتوں کی ایک چیخ سے مروا دیتا لیکن اللہ کو منظور تھا کہ حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ہجرت کرائی جائے، روضۂ مبارک مکہ شریف سے فاصلے پر بنے کیونکہ اگر روضۂ مبارک بھی مکہ ہی میں بن جاتا تو عاشقوں کے دل کے دو ٹکڑے ہو جاتے، کبھی دل چاہتا کہ روضۂ مبارک پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہیں اور کبھی دل چاہتا کہ چلو کعبہ شریف کا طواف کریں۔ تو اگر دونوں محبوب ایک ہی جگہ اکٹھے ہو جاتے یعنی اللہ رب العالمین اور دوسرا محبوب؟ رسولِ رب العالمین، تو کیا ہوتا؟ دل کے ٹکڑے ہو جاتے۔ لہٰذا امت پر،

ہم لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ روضۂ مبارک کو مکہ شریف سے دور کر دیا کہ جب مکہ میں رہو، کعبہ میں رہو تو عظمتِ توحید میں غرق ہو جاؤ، وہاں تم کو کعبہ ہی کعبہ نظر آئے اور جب مدینہ شریف جاؤ تو وہاں عظمتِ رسالت میں غرق ہو جاؤ، ہمارے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو جاؤ، جن کے ذریعہ سے تم کو اللہ ملا ہے، اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں خدا بھی نہ ملتا۔

ریا کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں ہوگا

تو آج کا مضمون کتنا ضروری ہے جس سے شہیدوں کی شہادت، قاری کی قرأت، مال داروں کا اللہ کے راستہ میں مال دینا سب قبول ہو جائے کیونکہ قیامت کے دن ایک مال دار کو، ایک سخی کو بلایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ کتنا مال خرچ کیا اور کس کے لئے خرچ کیا؟ وہ کہے گا کہ کوئی مسجد و مدرسہ میرے پیسے سے خالی نہیں ہے، میں نے ہر جگہ پیسہ لگایا تھا اور یہ سب کچھ آپ کے لئے کیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ نہیں تم نے اس لئے خرچ کیا تھا تاکہ تمہیں کہا جائے کہ یہ بڑا سخی ہے، بس وہ کہا جا چکا، وہ دنیا میں مل چکا اب آخرت میں تمہارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسی طرح ایک قاری کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے کس کے لئے قرأت سیکھی؟ جب وہ کہے گا کہ اے اللہ! میں نے آپ کے لئے یہ سب کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ نہیں تو نے یہ اس لئے کیا لِیُقَالَ اِنَّکَ قَارِیٌٔ تاکہ تجھے قاری صاحب کہا جائے تو وہ کہا جا چکا۔

ریا کے بارے میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحقیق

تو میں عرض کر رہا تھا کہ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ریا کی وضاحت کر دی کیونکہ بعض وقت آدمی مخلص ہوتا ہے مگر اپنے کسی عمل کو ریا سمجھتا ہے حالانکہ وہ ریا نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص

تہجد نہیں پڑھتا لیکن جب اس کا شیخ اس کے گھر مہمان ہوا تو اس دن تہجد پڑھ لی کہ حضرت خوش ہو جائیں تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کو خوش کرنا یہ ریا نہیں ہے۔ اور کتنی پیاری دلیل دی کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ:

((قَالَ یَآ اَبَا مُوْسٰی اِسْتَمَعْتُ قِرَآءَتَكَ اللَّیْلَةَ لَقَدْ اُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاوٗدَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ اَمَّا اِنِّیْ لَوْ عَلِمْتُ مَکَانَكَ لَحَبَّرْتُ لَكَ تَحْبِیْرًا))

(صحیح ابن حبان: جزء ۱۶ ص ۱۶۹)(فتح الباری: ج ۱۰ ص ۷۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی قرأت سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے، صبح ان صحابی سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ جب تو قرآن پڑھ رہا تھا تو میں تیری قرأت سن رہا تھا، تو اس صحابی نے عرض کیا کہ اگر مجھے پتا چل جاتا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری قرأت سن رہے ہیں تو میں اور بڑھیا پڑھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس بات پر خاموشی اختیار فرمائی۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ کے نبی کو خوش کرنے کے لئے، اللہ کے ولی کو خوش کرنے کے لئے، اپنے شیخ و مرشد کو خوش کرنے کے لئے اگر کوئی نیک عمل کرلے تو یہ ریا نہیں ہے کیونکہ اللہ والوں کو خوش کرنا اصل میں اللہ ہی کو خوش کرنا ہے، جو محبت اللہ والوں سے کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی محبت میں شمار فرماتے ہیں۔ اس پر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کسی کی اولاد سے محبت کرو تو بابا اس کو اپنے ہی کھاتے میں لکھتا ہے تو اولیاء اللہ سے محبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اپنی ہی محبت کے کھاتے میں درج فرماتے ہیں۔

اور ایک اور دلیل میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے ڈالی کہ بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ جو شخص جہاد کے لئے گھوڑا پالتا ہے، اس کو پانی پلاتا ہے، اس کو چنا کھلاتا ہے، اور اس کا پیشاب اور لید صاف کرتا ہے:

((فَاِنَّ شِبْعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، باب من احتبس فرسا فی سبیل اللہ، ج ۱ ص ۴۰۰)

تو اس گھوڑے کو چارہ کھلانا، اس کو پانی پلانا، اس کا پیشاب، اس کی لید سب قیامت کے دن ثواب کے ترازو میں وزن کیے جائیں گے۔ تو کیا اہل اللہ، مجاہد کے گھوڑے سے بھی کم نسبت رکھتے ہیں؟ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اللہ والوں کی محبت بھی ہمیں اپنے نامۂ اعمال میں اللہ ہی کی محبت کے کھاتہ میں درج ملے گی۔

دنیا کی غرض سے اپنے کسی عمل کو دکھانا ریا کہلاتا ہے

ریا کس عمل کو کہتے ہیں؟ مثلاً ایک شخص اشراق پڑھ رہا ہے، اس کا رشتہ دار اس کو بلانے آیا اور اس کو اشراق پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، اب اگر اس نے مشایخ کی صحبت نہیں اٹھائی ہوگی اور صحیح علم نہیں ہوگا تو وہ ڈر جائے گا کہ مجھے اشراق کی نماز پڑھتے ہوئے کسی نے دیکھ لیا تو اب میرا یہ عمل ریا ہوگیا۔ یاد رکھئے! کسی کے دیکھنے سے ریا نہیں ہوتی، ریا نام ہے دِکھانے کا، کسی کے دیکھنے کا نام ریا نہیں ہے۔ اگر ساری دنیا ہماری کسی نفل یا تلاوت کو دیکھ لے تو ہرگز وہ اخلاص کے خلاف نہیں، وہ ریا نہیں ہے۔ بتایئے! دیکھنے میں اور دِکھانے میں فرق ہوتا ہے یا نہیں؟ تو ریا نام ہے دِکھانے کا اور دِکھانا بھی وہ جو کسی دنیا کی غرض کے لئے ہو، اگر اللہ والوں کو خوش کرنا مقصود ہے یا اس نیت سے علی الاعلان زکوٰۃ دے رہا ہے کہ دوسروں کو بھی توفیق ہوجائے، مسجد میں اس نیت سے علی الاعلان چندہ دے رہا ہے تاکہ اور لوگ جو بیٹھے ہیں ان کی جیب سے بھی نوٹ ذرا حرکت میں آجائیں تو یہ دِکھانا اللہ کے لئے ہوگیا۔

میں نے جو یہ کہا تھا کہ کسی کو دِکھانے سے ریا ہوتا ہے، کسی کے دیکھنے سے ریا نہیں ہوتا اب اس کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر

میں نفل پڑھ رہے تھے، اچانک ایک آدمی آ گیا اور اس نے ان کو عبادت کرتے ہوئے دیکھ لیا تو اس کے دیکھنے سے یہ گھبرا گئے کہ کہیں ریا نہ ہو گیا ہو، فوراً بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں گھر میں عبادت کررہا تھا، میرا ایک مہمان آ گیا اور اس نے میری عبادت دیکھ لی۔

((بَیْنَآ اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَحِمَكَ اللهُ یَآ اَبَا هُرَیْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ: اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَةِ۔ رواہ الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الرقاق؛ باب التوکل والصبر؛ ص ۴۵۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس بات میں یہ سوال پوشیدہ تھا کہ یہ دکھاوا تو نہیں ہوا، عمل ضائع تو نہیں ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوہریرہ! اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے، تجھے دوگنا، ڈبل ثواب ملے گا، ایک پوشیدہ عبادت کرنے کا ثواب اور ایک اعلانیہ عبادت کرنے کا ثواب کیونکہ تیری نیت دِکھانے کی نہیں تھی لہٰذا عرفات کے میدان میں اور بیت اللہ میں لاکھوں انسانوں کے درمیان آپ دو رکعات نماز نفل پڑھتے ہیں مگر آپ کی نیت اللہ کے لئے ہوتی ہے لوگوں کو دِکھانے کے لئے نہیں ہوتی، بس وہ ریا نہیں ہے حالانکہ ایک لاکھ انسانوں نے آپ کو دیکھا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جن کا اختر ادنیٰ غلام ہے جو ہمارے دادا پیر ہیں، فرماتے ہیں کہ ریا کیا ہے؟ فَاِنَّ حَقِیْقَةَ الرِّیَآءِ اَلْمُرَاءَةُ فِی الْعِبَادَاتِ لِغَرَضٍ دُنْیَوِیٍّ عبادت کو دنیاوی غرض سے دِکھانا کہ میری عبادت دیکھ کر یہ مجھے اللہ والا سمجھے گا اور مجھے پیسہ دے گا، مٹھائی کا ڈبہ لائے گا، لڈو لائے گا، نذرانہ دے گا تو یہ ریا ہے لیکن اگر اللہ کے لئے دکھا رہا ہے تاکہ دوسروں کو بھی نیک کام کی توفیق ہو تو پھر یہ ریا نہیں ہے۔

شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے

اس لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ شیخ کی ریا مرید کے اخلاص سے افضل ہے۔بعض وقت شیخ اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ آج میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی تو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ نادان مریدوں کے دل میں اس کی عظمت پیدا ہوتا کہ وہ اس سے دین سیکھیں۔اسی لئے شیخ پر اپنے مرید کے سامنے تواضع حرام ہے، شیخ کو مریدوں سے تواضع ظاہر کرنا جائز نہیں ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں ورنہ بعض نادان مرید کہیں گے کہ جب یہ کچھ نہیں ہیں تو ہمیں کیا ملے گا؟ جیسے بادشاہ اپنے لڑکے کو پڑھانے کے لئے ایک استاد بلائے تو استاد کو چاہیے کہ شہزادہ کے سامنے اپنی ڈگریاں بیان کرے کہ میں ایم ایس سی بھی ہوں، میرے پاس لندن کی ڈگری بھی ہے اور امریکہ کی ڈگری بھی ہے تاکہ شہزادہ کے دل میں استاد کی عظمت پیدا ہو۔لیکن اگر استاد تواضع دکھائے کہ مجھے تو کچھ نہیں آتا، میں تو ناچیز ہوں، حقیر فقیر عبدالقدیر ہوں ، اور لباس بھی بالکل پھٹیچر جیسا ہو تو بادشاہ اس کو شہزادہ کا ٹیچر بنائے گا؟ تو جیسے شہزادوں کو اگر استاد پڑھاتا ہے تو اس کو ریا کرنا ضروری ہے، وہ دکھائے کہ میں اتنا قابل ہوں، اسی طرح شیخ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بتائے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے، بزرگوں کے ساتھ یہ نسبت ہے، اکابر نے میرے ساتھ حسنِ ظن اور نیک گمان رکھا ہے۔

شیخ کو اپنے مریدین میں کس طرح رہنا چاہیے؟

ایک عالم دوسرے عالم کے پاس مرید ہونے کے ارادے سے گئے۔ بعد میں اُن عالم شیخ نے اپنے عالم مرید کی جوتی سیدھی کردی تو مرید صاحب وہاں سے تھانہ بھون پہنچے اور حضرت سے کہا کہ وہ ہماری جوتیاں اٹھاتے ہیں۔

توحضرت نے فرمایا کہ انہوں نے غلطی کی، وہ بزرگ سادے معلوم ہوتے ہیں، پیر کو مرید کا جوتا نہیں اٹھانا چاہیے، اگر پیر تواضع کرے گا تو مرید تو ہلاک ہوجائے گا۔ پیر دل میں تو اپنے کو کچھ نہ سمجھے لیکن ظاہر میں بادشاہوں کی طرح رہے ؎

نخوتِ دارند و کبرِ چوں شہاں
چاکری خواہند از اہلِ جہاں

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ والے، شیخ و مرشد اور پیر کس طرح رہتے ہیں؟ ظاہری طور پر بادشاہوں کی طرح نخوت و کبر رکھتے ہیں لیکن دل میں تکبر نہیں رکھتے، وہ دنیا والوں سے نوکری چاکری کراتے ہیں، خوب پیر دبواتے ہیں، سر میں تیل کی مالش کرواتے ہیں، خانقاہ میں جھاڑو لگواتے ہیں تاکہ مرید کے نفس کو رگڑ رگڑ کر بالو نہیں بلکہ بلّو بنادیں۔ اس لئے شیخ کا دِکھاوا مریدوں کے اخلاص سے افضل ہے۔ یہاں تک کہ علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر شیخ کا دل بھر آئے، وہ رو پڑے تو اس کے آنسوؤں سے مریدین کا ایمان ہرا بھرا ہوجائے گا۔

لہٰذا دین کو سمجھنے کے لئے صحبت کی ضرورت ہے، اللہ والوں کی اگر صحبت نہ ہو تو دین کی سمجھ پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ہر وعظ کے آخر میں یہ دعا لکھی رہتی ہے کہ اے اللہ! ہمیں فہمِ سلیم عطا فرما۔ کتابوں سے وہ فہم نہیں پیدا ہوتا، آدمی آدمی کو بناتا ہے۔ صراطِ مستقیم منعم علیہم کا راستہ ہے لیکن کب ملتا ہے؟

﴿وَحَسُنَ أُولٰٓئِكَ رَفِيقًا ۝﴾

(سورۃ النسآء: آیۃ ٦٩)

جب اللہ والوں کو رفیق بنایا جائے۔ رفیق کے معنی ہیں ساتھی، اگر اللہ والوں کا ساتھ نہیں ہوگا تو خالی کتابوں سے کوئی صراطِ مستقیم نہیں پاسکتا۔ کیا خوب اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا تھا ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ عالم میں فرق

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت زبردست بات سناتا ہوں، فرماتے ہیں کہ میرے پاس دو مولویوں کو لاؤ، دونوں کا علم ایک جیسا ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایک مولوی اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر ان کا تربیت یافتہ ہو اور دوسرا مولوی صرف کتابیں پڑھا ہوا ہو، اور مجھے ان کے بارے میں کچھ نہ بتاؤ، میں پانچ منٹ میں دونوں سے گفتگو کر کے خود بتادوں گا کہ یہ مولوی اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہے اور یہ بے چارہ غیر تربیت یافتہ ہے۔ گفتگو سے ظلمت ٹپکتی ہوگی، اس کا اندازِ نشست ایسا ہوگا جیسے منہ بنائے بیٹھا ہے، اس کی اینٹھی ہوئی گردن اور کندھوں کا نشیب و فراز بتادے گا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ یہ آپ لوگوں کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی بات سنا رہا ہوں کہ زیادہ نہیں صرف پانچ منٹ میں بتادوں گا کہ یہ مولوی اللہ والوں کا صحبت یافتہ ہے اور اس مولوی نے بزرگوں کی صحبت نہیں اٹھائی۔

شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار شیخ سے بدگمان کرنا ہے

لیکن ساتھ ساتھ ایک مسئلہ اور بھی سمجھ لیجیے۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں:

((مَنِ اعْتَرَضَ عَلٰی شَیْخِهٖ وَنَظَرَ اِلَیْهِ احْتِقَارًا لَّمْ یُفْلِحْ اَبَدًا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج ۱ ص ۳۴۳)

جس نے اپنے شیخ کو حقیر سمجھا، معمولی سمجھا، یا اس پر کوئی اعتراض کیا تو اس کو کبھی کامیابی نہیں مل سکتی، یہ ایسا راستہ ہے۔ بعض لوگ شیخ سے محبت تو

کرتے ہیں کہ حضرت! سر میں تیل لگا دوں؟ یہ مرغی کا سوپ پی لیجیے، یہ سب محبت کی باتیں ہیں لیکن اگر دل میں شیخ کی عظمت نہیں ہے تو نفع نہیں ہوگا، شیخ کی محبت کو عظمت کے ساتھ جمع کرنا چاہیے۔ جیسے ایک محبت ابّا کی ہوتی ہے اور ایک محبت اماں کی ہوتی ہے، شیخ سے ابّا والی محبت ہونی چاہیے، اماں کو تو لڑکا اماں چمّا بھی کہہ دیتا ہے کہ اماں چمّا ناشتہ لاؤ، اماں سے لڑ بھی لیتا ہے لیکن ابّا کو کبھی ابّا چبّا کہہ سکتا ہے؟ جانتا ہے کہ ابّا ابھی چبا ڈالے گا۔ اس لئے شیخ کی محبت کو عظمت سے جمع کرنا چاہیے۔ تو آج کا مضمون اور آج کا سبق اخلاص ہے، اخلاص والی دعا پڑھئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر اعتماد کیجیے کہ اس دعا کا پڑھنے والا ان شاء اللہ ریا سے محفوظ رہے گا۔

اخلاص اہل اللہ کی صحبت سے ملتا ہے

اب ایک قصہ سن لیجیے کہ ریا لوگوں کے اعمال میں کیسے گڑبڑ کراتی ہے؟ حضرت فرماتے ہیں کہ تقریر میں جب مقرر آنکھ بند کر کے تقریر کرتا ہے اور مجمع لاکھوں کا ہوتا ہے تو جب آنکھ کھولتا ہے تو اس میں بھی ریا گھس جاتی ہے، اتنا بڑا مجمع دیکھ کر اس میں فرعونیت آجاتی ہے۔ اس لئے جب تک بزرگوں کی صحبت میں خوب رگڑے نہ کھائے، اخلاص کا حصول مشکل ہے۔ اسی وجہ سے مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ والوں کی تھوڑی دیر کی صحبت سو برس کے اخلاص کی عبادت سے افضل ہے۔ کیوں؟ اللہ والوں کی برکت سے اخلاص ملے گا اور وہی عمل کی قبولیت کا ذریعہ ہے۔ مفتی اعظم مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ یہ جو بزرگوں نے لکھا ہے کہ ؎

یک زمانے صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ والوں کی ایک لمحہ کی صحبت سو سال کی اخلاص والی عبادت سے افضل ہے، کیا یہ مبالغہ نہیں ہے؟ تو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مفتی صاحب! یہ مبالغہ نہیں ہے بلکہ یہ تو شاعر نے کم بیان کیا ہے۔ شاعر کو یوں کہنا چاہیے تھا ''بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا'' اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ صحبت اہل اللہ سے دل میں ایسا یقین اور ایمان عطا ہو جاتا ہے جس سے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا خواہ گناہ سرزد ہو جائے لیکن مردودیت تک نوبت نہیں پہنچتی، جبکہ ہزاروں برس کی عبادت شیطان کو مردود ہونے سے نہ بچا سکی لہٰذا جو چیز مردودیت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے وہ ہزاروں سال کی اس عبادت سے بڑھ کر کیوں نہ ہو گی جس میں یہ اثر نہ ہو۔

آنکھ بند کر کے بیان سننے کا مزیدار علاج

دیکھو پیچھے ایک آدمی آنکھ بند کر رہا ہے، جو شخص آنکھ بند کرے اس کی آنکھیں کھول دو ورنہ ایک تیز لگنے والا سرمہ یہاں رکھ دو۔ ڈھاکہ میں ایک عالم کو نیند آ رہی تھی، میں نے یہ سرمہ لگوا دیا تو خوب آنسو نکلے اور کہنے لگے کہ نیند بھی غائب ہو گئی اور آنکھ میں روشنی بھی بڑھ گئی۔ اس سرمہ کے بارے میں ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ ایک مرتبہ میرے شیخ مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے، ان کی غیر موجودگی میں شیخ کے لڑکوں اور شاگردوں کے پاس ایک ہندو آیا، اس نے کہا کہ مجھے رات میں نظر نہیں آتا، بعض لوگوں کو شب کوری کی بیماری ہوتی ہے یعنی ان کو رات میں نظر نہیں آتا، دن میں دیکھتے ہیں۔ اب بچپن میں لڑکوں کے اندر شرارت اور مسخرہ پن ہوتا ہی ہے تو ان لڑکوں نے اس ہندو کو یہی تیز والا سرمہ خوب لگا دیا حالانکہ ایک ایک سلائی لگانی چاہیے تھی مگر انہوں نے بہت زیادہ لگا دیا۔ اب تو وہ تڑپنے لگا،

تڑپتے تڑپتے اس کا پیشاب نکل گیا اور وہ گالیاں دیتا ہوا بھاگا، پھر دو تین مہینے کے بعد آیا اور کہا کہ صاحب! ایک ہی خوراک سے ہم اچھے ہو گئے یعنی اب رات کو نظر آنے لگا۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا شوقِ شہادت

اور اس سرمہ کو جب میرے استاد نے لگایا تو ان کا چشمہ چھوٹ گیا تھا، وہ ہمارے حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاد تھے۔ حضرت شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اللہ کے راستہ میں جان دینے کے لئے دس سال تک لاٹھی اور تلوار چلانا سیکھی ہے۔ آہ کیا جذبہ تھا! پاکستان میں بھی میرے سامنے حضرت کی خدمت میں فوج کے ایک میجر آئے تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ میجر صاحب! جب کافروں سے جنگ ہو تو مجھے اٹھا کر سرحد پر لے چلنا۔ آخر عمر میں حضرت کے گھٹنے بے کار ہو گئے تھے، خود نہیں اٹھ سکتے تھے، سہارا دینا پڑتا تھا۔ تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھے بارڈر پر لے جا کر چارپائی پر لٹا دینا اور توپ خانہ کی مشین میرے ہاتھ میں دے دینا، ہم توپ چلاتے رہیں گے، دس بیس گولے کافروں کو ماریں گے اور وہاں سے کوئی گولہ آئے گا تو ہم شہید ہو جائیں گے۔ ایسا شوقِ شہادت تھا!

شوقِ شہادت پر ایک واقعہ یاد آیا۔ کانپور میں ایک مسجد پر جھگڑا ہوا، ہندو ایک مسجد کو شہید کر رہے تھے تو بہت سے مسلمان، نوجوان بچے شہید ہو گئے۔ وہاں ایسا جوش مسلمانوں میں بھر جاتا تھا کہ چودہ پندرہ سال کے مسلمان بچوں نے ہندوؤں پر حملہ کر دیا، مسجد کے معاملہ میں ہندو مسلم فساد ہوا تو اس میں چھوٹے چھوٹے بچے، بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال کے شہید ہو گئے۔ جب یہ خبر علّامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی اور انہوں نے بچوں کی لاشوں کو دیکھا تو یہ شعر کہا ؎

تعجب کیا جو اِن بچوں میں یہ شوقِ شہادت ہے
یہ بچے ہیں انہیں کچھ جلد سو جانے کی عادت ہے
کیا شاعری ہے! اللہ اللہ کمال کر دیا! سبحان اللہ۔

ریا سے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں

بس دوستو! ریا پر آج کا یہ مضمون یاد رکھئے گا اور شرک سے بچنے والی دعا بھی یاد کرلیں۔ اب ایک قصہ رہ گیا کہ ریا کیسے آتا ہے؟ ایک حاجی صاحب نے دو حج کیے تھے، ان کا ایک مہمان آیا، وہ اس کو بتانا چاہ رہے تھے کہ میں ڈبل حاجی ہوں لیکن تھوڑے سے عقل مند بھی تھے۔ بعض لوگ پڑھے لکھے ریا کار ہوتے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ اگر میں یوں کہتا ہوں کہ میں نے دو حج کئے ہیں تو وہ سمجھ جائے گا کہ دیکھو دِکھاوا کر رہا ہے۔ تو سوچتے سوچتے، دماغ لڑاتے لڑاتے ایک بات ذہن میں آئی کہ جب ان کے مہمان نے پانی مانگا تو انہوں نے اپنے ملازم کو آواز دی کہ اے ملازم! میرے مہمان کو اس صراحی سے پانی پلاؤ جو میں دوسرے حج میں مدینہ شریف سے لایا ہوں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس ظالم نے ذرا سی دیر میں ایک جملہ سے دونوں حج ضائع کر دیئے۔ لہٰذا دعا کریں کہ اللہ ہم سب کو اخلاص عطا فرمائے۔ اَللّٰهُمَّ اَخْلِصْنَا بِخَالِصَةٍ ذِكْرَ الدَّارِ، اَللّٰهُمَّ اَخْلِصْنَا بِذَاتِكَ وَ بِمَخْلُوْقَاتِكَ اس دعا کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ! مجھے اپنی ذات کے ساتھ بھی اخلاص عطا فرما اور اپنی مخلوق کے ساتھ بھی مخلص فرما لہٰذا جو بدنظری کرتا ہے، کسی کی ماں بہن بیٹی کو دیکھتا ہے تو یہ اس مخلوق کے معاملہ میں مجرم ہے، مخلص نہیں ہے۔ آپ خود سوچئے کہ کوئی شخص کسی کے بیٹے یا بیٹی کو بری نظر سے دیکھ رہا ہو تو ابّا اس کو اپنا دوست بنائے گا؟ جو لوگ ولی اللہ بننے کا خواب دیکھ رہے ہیں اور بدنظری سے توبہ نہیں کر رہے ہیں،

یاد رکھیں کہ وہ ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ پائیں گے۔ اللہ کو اپنی مخلوق سے، اپنے بندوں سے غیر محدود محبت ہے لہٰذا جو لوگ بدنظری سے توبہ نہیں کر رہے ہیں، واللہ کہتا ہوں، خوب یاد کرلیں کہ ساری زندگی اللہ کے قرب سے محروم رہیں گے کیونکہ نافرمانی اور ولایت جمع نہیں ہوسکتی، کچھ شرم وحیا بھی ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور ولایت جمع نہیں ہوسکتی

اگر کوئی کسی کی اولاد کے ساتھ بدنظری کر رہا ہو تو اس وقت کیا دل چاہتا ہے؟ میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ میں اپنی بیٹی کو لے کر کراچی سے حیدرآباد جا رہا تھا حالانکہ بیٹی برقعے میں تھی لیکن ایک ظالم بار بار میری بیٹی کو دیکھ رہا تھا، تو مجھے اتنا غصہ آ رہا تھا کہ دل چاہتا تھا بندوق سے اس پر فائر کردوں۔ تو جس طرح ابّا کو غم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کو بھی اس ظالم اور نالائق سے انتہائی ناراضگی ہوتی ہے جو نظر کی حفاظت نہیں کرتا۔ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تعالیٰ تو دیکھ رہا ہے۔ تعجب ہوتا ہے ایسے لوگوں پر کہ ان کو اللہ کا حضور کیوں نہیں حاصل ہو رہا، زمانہ زمانہ گزر گیا حالانکہ جو اللہ اللہ کرتا ہے، حج وعمرہ کرتا ہے، بزرگوں کے ساتھ بھی رہتا ہے، اسے اتنا تو احساس ہونا چاہیے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے کہ تم میرے بندوں کو اور بندیوں کو کس نظر سے دیکھ رہے ہو، دل میں کیسے کیسے گندے خیالات پکاتے ہو۔

صحبت اہل اللہ کے باوجود حضوریِ حق حاصل نہ ہونے کی وجہ

اللہ کو دل میں دیکھنے کے لئے کسی ایکسرے مشین کی ضرورت نہیں، جب دل میں کسی کے بارے میں بری تمنا اور برے وسوسے آئیں، ایک تو یہ ہے کہ صرف وسوسہ آیا تو اس کو برا سمجھے اور اللہ سے معافی مانگے کہ اے اللہ! میرے دل میں یہ گندہ خیال آ گیا، مجھے معاف فرما دیجئے۔ اور ایک یہ کہ

اس گندے خیال سے مزہ بھی لے رہا ہے، نعوذ باللہ! پورے پورے گناہ کی بدعملی کا نقشہ دل میں کھینچ رہا ہے۔ آہ! اس کے دل کی ستیاناسی کا کیا حال ہوگا؟ اللہ کا کتنا غضب ایسے دل پر نازل ہوگا کیونکہ اللہ دیکھ رہا ہے کہ ظالم میری مخلوق کے متعلق کیا سوچ رہا ہے؟

اسی لئے دوستو! یہ دعا بھی سکھا رہا ہوں، پھر نہ کہنا کہ خبر نہ ہوئی۔ یہ دعا بھی مانگو کہ اے اللہ! مجھے اپنی ذات کے ساتھ بھی اخلاص عطا فرما اور اپنی مخلوق کے ساتھ بھی مخلص فرما، چیونٹیوں کے ساتھ بھی اور کافروں کے ساتھ بھی اخلاص نصیب فرما۔ کافروں کے ایمان کے لئے دعا مانگو اور چیونٹیوں کے لئے بھی دعا مانگو کہ یا اللہ! ان کے بلوں میں کوئی بلا نہ آئے اور سمندر اور دریاؤں کی مچھلیوں کے لئے بھی دعا مانگو ؎

گدا ہوں میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کتنا عمدہ شعر یاد آیا ؎

ستائے بھی کوئی تو پائے دعائیں
گدا ہوں میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

مخلوقِ خدا کے ساتھ جو انسان جتنا زیادہ مخلص ہوتا ہے تو:

((اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ص ۴۲۵)

مخلوق اللہ کی عیال یعنی کنبہ ہے اور اللہ کا سب سے پیارا بندہ وہ ہے جو خدا کی عیال یعنی مخلوق کے ساتھ محسن ہوتا ہے، احسان کرتا ہے اور بدنظری احسان کے خلاف ہے یا نہیں؟ خود سوچ لو کہ ماشاء اللہ تمہاری بہن بھی ہے، تمہاری ماں بھی زندہ ہے، بیٹیاں بھی ہیں، ذرا کسی وقت تصور تو کرو کہ تمہاری بہن کو کوئی بری نظر سے دیکھ رہا ہو تو کیسا لگے گا؟ سوچو! اے اللہ کی دوستی کا

خواب دیکھنے والو! اور خدائے تعالیٰ سے تعلق علیٰ سطح الولایت کے متمنّی حضرات! اپنے حال پر رحم کرو، پھر نہ کہنا کہ اختر نے نہیں بتایا۔ اگر زندگی ضائع کی اور اسی حالت میں موت آئی تو قیامت کے دن مجھ سے نہ کہنا، یہ سب حجتیں قائم ہورہی ہیں جو اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ بیان کروا رہا ہے۔ یہ میرے لئے بھی حجت ہے کہ تو بیان تو ایسا کرتا تھا اور عمل کیسا کرتا تھا؟ تو یہ ہمارے لئے بھی حجت ہے اور میرے دوستوں کے لئے بھی حجت ہے، سب کے لئے حجت ہے۔

اس لئے اس رمضان میں خوب دل سے توبہ کرلیجیے کیونکہ اس مہینہ میں عرش اٹھانے والے فرشتوں کی آمین بھی ہماری دعاؤں میں شامل ہوتی ہے، روزہ داروں کی دعاؤں پر عرش اٹھانے والے فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اس لئے عہد کرلو کہ اے خدا! جان دے دیں گے لیکن آپ کی مخلوق کے ساتھ بدنظری اور دل میں ان کے متعلق گندے خیال نہیں پکائیں گے اور نہ ان کو بری نظر سے دیکھیں گے، آپ سے بھی محبت کریں گے اور آپ کی مخلوق کے ساتھ بھی مخلص رہیں گے اور نفس دشمن کی بات نہیں مانیں گے، اس کی ناجائز اور حرام تمناؤں پر خاک ڈالتے رہیں گے۔ اللہ سے اس کا عہد کیجیے، خدا وہ مبارک سانس لائے اور وہ مبارک گھڑی ہم سب کو عطا فرمائے کہ جس دن ہمارے قلب میں ایسا ایمان عطا ہوجائے کہ اے خدا! ہماری ہر سانس کو اپنی ذات پاک پر اور اپنی رضا پر فدا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

کسی کو پرکھنے کا معیار

یہ بات میں اپنے آپ سے، اپنی اولاد سے اور اپنے تمام احباب سے کہتا ہوں کہ اگر ایک سانس بھی اللہ کو ناراض کرنے کی کسی کو عادت ہے تو اس سے بڑھ کر خسارے میں کوئی نہیں ہے۔ اپنے طلبائے کرام سے کہتا ہوں

اوران سے جو فارغ التحصیل بھی ہیں کہ موٹی موٹی کتابوں سے نجات نہیں ملے گی، دیکھو کہ سڑکوں پر تمہارے ایمان کا کیا معاملہ ہوتا ہے؟ اس وقت پتا چلے گا کہ تم جلالین پڑھ رہے ہو اور بخاری شریف پڑھ رہے ہو تو اس کا صحیح حق ادا کیا یا نہیں؟ خالی تسبیح سے کسی کا معتقد نہ ہونا چاہیے، تسبیح کے دانوں سے اور سجدے میں رونے پر کسی سے اعتقاد مت کرو، یہ دیکھو کہ جب وہ سڑکوں پر چل رہا ہو اور کوئی حسین اَمرد یا حسین لڑکی سامنے آجائے تو اس وقت اس کے اندر اللہ سے کتنا تعلق ہے؟ اس کو اپنے نفس سے زیادہ تعلق ہے یا خدا سے زیادہ تعلق ہے؟ دونوں کے تعلق کا بیلنس اس وقت پتا چل جائے گا کہ یہ ظالم اپنے نفس کا غلام ہے یا اللہ کا صحیح بندہ ہے؟

اس لئے جو لوگ اپنے علم پر ناز کرتے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ کبھی ملفوظات، تعلیم وتصنیف پر ناز نہ کیا جائے، ہم ناز کے قابل نہیں ہیں۔ بس جو اللہ تعالیٰ کو راضی نہیں کرتا وہ کبھی خوش نہیں رہ سکتا حالانکہ گناہ کا مقصد نفس کو خوش کرنا ہے، گناہ کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ اپنے نفس کو دل کو خوش کرنا۔ لیکن واللہ! پھر مسجد میں کہتا ہوں کہ حرام خوشیوں سے کبھی نفس خوش نہیں ہوگا، ذرا سی دیر کی خوشی کے بعد دل و دماغ پر بے شمار لعنتیں اور جوتے پڑیں گے۔ عرقِ بیدِ مشک پینے والو! دیکھ لو! کتنے رومانٹک دنیا والے لوگ آج دواخانوں کے چکر لگا رہے ہیں۔ اِدھر نظر خراب ہوئی اور فوراً نیند حرام ہوئی اور دل میں اختلاج شروع ہوا، اس کے بعد انہی حسینوں کی وجہ سے کتنی دنیا آج بیمار ہے، انہی حسینوں سے نظر بازی کی وجہ سے پاگل خانوں میں پڑی ہوئی ہے۔ کہتے ہیں دل دھڑک رہا ہے، چکر آرہے ہیں، آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہے، سوتے وقت پنڈلیوں میں ہلکی ہلکی سی اینٹھن ہوتی ہے، کمر میں بھی تھوڑا تھوڑا درد رہتا ہے، جب دیر تک بیٹھ کر کھڑے ہوتے ہیں تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آجاتا ہے،

یہ سب ٹیڈیوں کا چکر ہے۔ الا ماشاء اللہ، سب ایسے نہیں، کچھ مستثنیٰ بھی ہوتے ہیں، کسی کو واقعی کوئی بیماری بھی ہوتی ہے لیکن میرا تجربہ ہے کہ نوّے فیصد لوگ حسنِ مجازی کی وجہ سے پاگل خانہ جاتے ہیں۔

بدنظری کے نقصانات

پشاور میڈیکل کالج میں جب میرا بیان ہوا تو میں نے طلبہ سے کہا کہ تم جب امتحان کی اسٹڈی (Study) کرتے ہو تو ٹیڈی بھی ساتھ ہوتی ہے، ٹیڈیوں کے ساتھ مخلوط تعلیم کے کیا نتائج ہیں؟ شمار کرو۔ نمبر ۱: نیند مشکل سے آتی ہوگی یا دیر سے آتی ہوگی۔ نمبر ۲: جو کچھ یاد کرتے ہو سب بھول جاتا ہوگا۔ نمبر ۳: رات کو سوتے وقت پنڈلیاں اینٹھتی ہوں گی اور دل چاہتا ہوگا کہ کوئی پیر دبا دے۔ نمبر ۴: کمر میں بھی ہلکا ہلکا درد ہوسکتا ہے۔ نمبر ۵: بار بار پیشاب کا تقاضا ہوگا۔ نمبر ۶: جب دیر تک بیٹھ کر کھڑے ہوگے تو آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ سکتا ہے۔ نمبر ۷: چکر کی وجہ سے سر بھی گھوم سکتا ہے۔ نمبر ۸: دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے، جب بلی کودتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے شیر کود گیا ہو، بدنظری کی لعنتوں کی وجہ سے دل و دماغ کمزور ہوجاتے ہیں۔ تو جب میری تقریر ختم ہوئی تو میڈیکل کالج پشاور کے لڑکوں نے اپنے پروفیسر سے کہا کہ اس مولانا کو سات دن کے لئے یہاں روک لو کیونکہ انہوں نے تو ہمارا ایکسرے کردیا۔ پھر سب میرا پتا، ایڈریس معلوم کرنے لگے کہ آپ نے ہمارا ایکسرے کردیا اور جو کچھ بتایا سب ہمارے اندر موجود ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہمارا کوئی فائدہ ہوتا تو اللہ اس سے ہمیں منع نہ فرماتے۔ کیوں بھئی! آپ لوگ ایک سوال کا جواب دیجئے، کیا ابّا اپنے بچوں کو کسی مفید کام سے روک سکتا ہے؟ اور اگر روکتا ہے تو وہ کام مضر ہوگا

یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں جن باتوں سے انہوں نے ہمیں منع کیا ہے اگر ان میں ہمارا ضرر نہ ہوتا تو اللہ کبھی منع نہ کرتے، اللہ پاک کا منع کرنا اور کسی فعل کو حرام قرار دینا یہ خود دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اس کام میں ہمارے لئے بے شمار ضرر ہیں۔اور دنیا دیکھ ہی رہی ہے، ذرا حکیموں سے پوچھو، یہ بات خالی مولویوں سے سمجھ میں نہیں آئے گی، جو مولوی حکیم بھی ہو یہ بات وہی بتا سکتا ہے۔میرے پاس تو نوجوان مریض آتے ہیں، میڈیکل کالج کے طلبہ بھی آتے ہیں،عربی مدرسوں کے طلبہ بھی آتے ہیں۔ اس لئے اس فقیر کو سب پتا ہے جس کو مزید معلوم کرنا ہو وہ میری کتاب پڑھ لے جس کا نام ہے، روح کی بیماریاں اور ان کا علاج۔ یہ میری لکھی ہوئی ہے، اس کو پڑھ کر دیکھئے کہ بدنظری سے کیا کیا نقصانات پہنچتے ہیں، دل کا چین وسکون اُڑ جاتا ہے کیونکہ دل کا چین وسکون صرف اللہ کے نام میں ہے۔

اپنا عقیدہ بالکل درست کرلو کہ جتنا ہم اپنے مالک کو خوش کریں گے، خود بھی خوش رہیں گے اور جتنا ہم ان کو ناخوش کریں گے اس سے کئی گنا عذاب میں مبتلا ہوجائیں گے۔ کاش! یہ بات میرے اور آپ کے دل میں اتر جائے، میں اپنے کو بھی شامل کررہا ہوں کیونکہ میرے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ میں آپ کو مخاطَب کروں اور اپنے کو مستثنیٰ کروں۔اختر آپ کے ساتھ ہے، مرنے میں بھی جینے میں بھی، اللہ کی محبت کی وجہ سے آپ کے ساتھ ہے، لہٰذا میں پھر یہی عرض کرتا ہوں کہ اے کاش! اتر جائے تیرے دل میں، میرے دل میں میری بات، اللہ میرے دل میں بھی ان باتوں کو اتار دے اور آپ کے دلوں میں بھی اور خدا وہ مبارک گھڑی دکھادے، ہمیں تقویٰ کا وہ دن دکھادے کہ ہم ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کریں اور ہر سانس اپنے مالک پر فدا کردیں۔ خدا اپنی رحمت سے اولیائے صدیقین کا یہ ایمان اور یہ یقین ہمیں عطا کردے، آمین۔

بعد تراویح، ختم قرآن کے موقع پر بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○

(سورۃ الحجر: آیۃ ۹)

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ قرآن پاک ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت اپنے ذمہ قبول کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری کے اس سرکاری اعلان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کوشش کرے کہ قرآن پاک کو دنیا سے ختم کردیا جائے تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی قرآن پاک کو دنیا سے ختم نہیں کرسکتیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو اپنے بندوں کے سینوں میں محفوظ کیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ آج تراویح میں قرآن پورا ہوگیا لیکن دنیا کے سارے ڈاکٹر کسی حافظِ قرآن کا آپریشن کرکے تلاش کریں کہ قرآن کہاں ہے؟ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ ہمارے امام صاحب کو آپریشن روم میں لے جائیں، ایک بات فرض کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سے قرآن پاک کو دلوں میں محفوظ فرمایا ہے، اس کے برعکس جتنی آسمانی کتابیں تھیں توریت، زبور، انجیل سب میں تحریف ہوگئی کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں فرمائی تھی۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی السید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ:

((اِنَّ اللّٰهَ لَمْ یَحْفَظْ کِتَابًا مِّنَ الْکُتُبِ کَذٰلِكَ بَلِ اسْتَحْفَظَهَا جَلَّ وَعَلَا الرَّبَّانِیِّیْنَ وَ الْاَحْبَارَ فَوَقَعَ فِیْهَا مَا وَقَعَ وَتَوَلّٰی حِفْظَ الْقُرْاٰنِ بِنَفْسِهٖ فَلَمْ یَزَلْ مَحْفُوْظًا اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، تحت سورۃ الحجر آیۃ ۹؛ ج ۱۴ ص ۳۴۹)

جتنی بھی آسمانی کتابیں تھیں انجیل، توریت، زبور اللہ تعالیٰ نے کسی کی

حفاظت کی ذمہ داری قبول نہیں فرمائی لہٰذا بعد میں جب دنیا دار علماء پیدا ہو گئے تو انہوں نے ان کو بیچا لیکن اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کی حفاظت خود کی ہے۔

حافظِ قرآن کو ولی اللہ بننا نہایت آسان ہو جاتا ہے

یہ آخری کتاب ہے، اب قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اس لئے اس کتاب کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ قبول فرمائی، لیکن یہ حفاظت کہاں ہوگی؟

((اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَآءِنَا))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ تحت سورۃ الحجر آیۃ ۹؛ ج ۱۴ ص ۳۹۸)

اللہ پاک اپنے دوستوں کے دلوں میں قرآن پاک کو محفوظ کریں گے لہٰذا جو حافظ ہو گیا وہ ولی اللہ ہو گیا بس اب اخلاقِ ولایت یعنی اولیاء اللہ کے اخلاق کو سیکھنا اس کے ذمہ ہے۔ میرے مرشد اوّل شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حافظ ہونے سے آدمی آدھا مولوی تو بن گیا، بس تھوڑا سا صرف ونحو ضَرَبَ یَضْرِبُ سیکھ لے، تو وہ سارے قرآن کا ترجمہ سمجھ سکتا ہے لہٰذا آپ حافظوں سے میں کہتا ہوں کہ آپ نے جہاں اتنی محنت کی ہے، تو عالم بننے کا دو تین سالہ مختصر کورس بھی کر لیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے دو سال پڑھا اور آج وہ مسجد میں امام اور خطیب ہیں، تمام تفسیروں کے حوالے بیان کرتے ہیں حالانکہ صرف دو برس پڑھا ہے تو بھئی جس کے پاس دس سال عالم کورس کا وقت نہیں ہے یا اس میں صلاحیت نہیں ہے تو وہ مختصر کورس کے ساتھ بھی مولوی بن سکتا ہے۔

قرآن پاک کے فضائل اور اس کے آداب

اب قرآن پاک کے فضائل اور اس کے آداب کے بارے میں مختصر سا

عرض کرتا ہوں کہ قرآن شریف کی تلاوت کے تین آداب کیا ہیں؟ تلاوت کیسے کرنی چاہیے؟ نمبر ۱: اللہ تعالیٰ کے کلام کی تلاوت محبت سے کی جائے کیونکہ پالنے والے کا کلام ہے۔ کیوں صاحب! جب ابّا کا خط آتا ہے اور بیٹا کہیں باہر پڑھ رہا ہے تو باپ کا خط پا کر اسے کیسا لگتا ہے، اُچھلتا ہے کہ ارے ابّا کا خط آیا ہے، اسی طرح بندوں کے نام ربّا کا خط تیس پاروں کا ہے، اب قیامت تک کوئی دوسرا خط نہیں آئے گا لہٰذا اس کی تلاوت محبت سے کی جائے کہ یہ میرے پالنے والے کا کلام ہے۔ نمبر ۲: قرآن پاک کی تلاوت عظمت سے کیجیے کیونکہ یہ نہایت عظیم الشان اور بہت بڑے مالک کا کلام ہے۔ نمبر ۳: اس دھیان سے پڑھیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہمارا کلام پڑھ کر سناؤ، دیکھیں کیسا پڑھتے ہو؟

اور تلاوتِ قرآن کے تین اہم فائدے کیا ہیں؟ نمبر ۱: قرآن پاک کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔ نمبر ۲: دل کی گندگی، دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔ نمبر ۳: ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ ہمارے بزرگوں نے باقاعدہ حساب کر کے بتایا ہے کہ ایک پارہ کی تلاوت پر ایک لاکھ نیکیاں اور تیس پارہ کی تلاوت یعنی پورے قرآن کی تلاوت پر تیس لاکھ نیکیاں ملتی ہیں۔ اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال دی کہ:

((مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ۔ رواه الترمذی))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب فضائل القرآن؛ ص ۱۸۶)

الٓمّٓ کی تلاوت پر تیس نیکیاں ملیں گی یعنی الف پر دس، لام پر دس اور میم پر دس تو تیس نیکیاں مل گئیں۔ اور اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن پاک کو بغیر سمجھے پڑھنے سے کچھ فائدہ نہیں تو یہ شخص یا بددین ہے یا جاہل ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو الٓمّٓ کی مثال دے رہے ہیں تو کون ہے جو الٓمّٓ کے معنی بتا سکتا ہے؟ ذرا کسی ترجمہ میں کہیں دکھا دو۔ یہ حدیث کے الفاظ ہیں، ساری دنیا کے علماء

اس کے معنی نہیں جانتے، جب رسولِ خدا ﷺ نے اس کے معنی نہیں بتائے تو مولوی کہاں سے بتائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے رسولِ خدا ﷺ کی زبانِ نبوت سے یہ مضمون بیان فرما دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا کہ قیامت کے قریب کچھ فرقے ایسے پیدا ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ بغیر معانی و مفاہیم کے سمجھے ہوئے قرآن کی تلاوت سے کچھ فائدہ نہیں، یہ لوگ ساری دنیا سے تلاوت ہی ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ تو قرآن پاک کے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، میدانِ محشر میں نیکیوں کی کرنسی کا پتا چلے گا، جب ملک بدلے گا، کرنسی بدلے گی، تب پتا چلے گا، اپنے ملک میں غیر ملکی کرنسی کام نہیں دیتی۔

قیامت کے دن کوئی رشتہ کام نہ آئے گا

ایسے ہی ثواب اور نیکیوں کا پتا میدانِ محشر میں چلے گا کہ ایک نیکی کی کمی سے ایک شخص کے لئے فیصلہ ہوگا کہ اس شخص کو جہنم میں ڈال دو لیکن تمہیں اختیار دیا جاتا ہے کہ تم اپنی ماں، بہن، بیوی، بھائی یا کسی دوست سے ایک نیکی مانگ لاؤ تو تم کو بخش دیں گے۔ یہ خبر سرورِ عالم ﷺ دے رہے ہیں کہ قیامت کے دن ایک نیکی کی کمی سے اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا رہے گا۔ اب وہ جائے گا اور اپنے ابا سے کہے گا، اماں سے کہے گا، بیوی سے مانگے گا، سب کہیں گے کہ جاؤ جاؤ! ہم تمہیں پہچانتے بھی نہیں، اماں بھی کہے گی کہ ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو؟ ابّا بھی کہیں گے کہ ہم نہیں جانتے تم کون ہو؟ بیوی سے جا کر کہے گا کہ اے میری بیوی! میں رات دن تیری فرمائش پوری کرتا تھا آج مجھے ایک نیکی دے دے تو وہ کہے گی کہ یہ بڑا گاڑھا وقت ہے، بڑی مشکل کا وقت ہے، جاؤ ہم نہیں پہچانتے:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ○ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ○ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ○﴾

(سورۃ عبس: آیات ۳۴ تا ۳۶)

قیامت کے دن انسان اپنی ماں سے بھاگے گا، باپ سے بھاگے گا،

سگے بھائی سے، اپنی بیوی سے اور بچوں سے بھاگے گا۔ کیا عالم ہوگا اس دن کے حساب کا اور کیا عالم ہوگا اللہ کی عظمت کا۔

قیامت کے روز ایک نیکی کی قدر و قیمت

تو جب قیامت کے دن ایک شخص کے لئے دوزخ کا فیصلہ ہوگا اور کوئی اس کو نیکی نہیں دے گا، نہ اس کی ماں دے گی، نہ بابا دے گا، نہ بھیا دے گا، نہ بیوی دے گی، نہ بچے دیں گے۔ تب ایک آدمی اس سے پوچھے گا کہ بھئی! آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ وہ کہے گا کہ ایک نیکی کی کمی کی وجہ سے مصیبت میں ہوں۔ وہ آدمی کہے گا کہ میرے پاس تو صرف ایک ہی نیکی ہے، ایک نیکی مجھے کہاں جنت میں لے جائے گی؟ ایک نیکی سے میرے پلڑے کا وزن کیا بڑھے گا؟ صرف ایک نیکی سے تو میں دوزخ ہی میں جاؤں گا لہٰذا یہ نیکی لے کر تو ہی جنت میں چلا جا، وہ آدمی اس کو ایک نیکی دے دے گا:

((فَيَقُوْلُ لَهُ الرَّجُلُ لَقَدْ لَقِيْتُ اللهَ تَعَالٰى فَمَا وَجَدْتُّ فِيْ صَحِيْفَتِيْ اِلَّا حَسَنَةً وَّاحِدَةً وَّمَآ اَظُنُّهَا تُغْنِيْ عَنِّيْ شَيْئًا خُذْهَا هِبَةً مِّنِّيْ اِلَيْكَ فَيَنْطَلِقُ فَرِحًا مَّسْرُوْرًا فَيَقُوْلُ اللهُ لَهُ مَا بَالُكَ وَهُوَ اَعْلَمُ فَيَقُوْلُ رَبِّ اِتَّفَقَ مِنْ اَمْرِيْ كَيْتَ وَكَيْتَ ثُمَّ يُنَادِيْ سُبْحَانَهُ بِصَاحِبِهِ الَّذِيْ وَهَبَهُ الْحَسَنَةَ فَيَقُوْلُ لَهُ سُبْحَانَهُ كَرَمِيْ اَوْسَعُ مِنْ كَرَمِكَ خُذْ بِيَدِ اَخِيْكَ وَانْطَلِقَا اِلَى الْجَنَّةِ))

(زرقانی ج ۱۲ ص ۳۶۰) (التذکرة بأحوال الموتٰی و امور الآخرة للقرطبی: جزء ۱ ص ۴۳۳)

ہم سب کو یہ خبر حضورِ اکرم ﷺ نے دی کہ وہ آدمی ایک نیکی لے کر اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گا کہ میری ایک نیکی جو کم تھی وہ میں لے آیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اچھا! اس کو بھی لے آ جس نے تجھے ایک نیکی دی ہے، وہ اس کو بھی

لے آئے گا۔ تو اللہ فرمائیں گے کہ میرا کرم تیرے کرم سے بڑھ کر ہے، جا میں نے تم دونوں کو معاف کیا۔ ایک نیکی پر دونوں کو جنت مل گئی تو آج اپنے ماں باپ کو اور تمام امت کو ذکر و تلاوت اور نوافل پڑھ کر اس کا ثواب بخش دیجئے۔

قیامت کے روز آسان حساب کی دعا

لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ:

((اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ باب الحساب و القصاص و المیزان؛ ص ۴۸۷)

اے اللہ! ہم سب سے آسان حساب لینا، یہ دعا رسولِ خدا ﷺ نے سکھائی ہے اور آسان حساب کیا ہے؟ اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اے نبی ﷺ! آسان حساب کس کو کہتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آسان حساب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے نامۂ اعمال کو ایک نظر دیکھیں اور کچھ نہ پوچھیں اور فرمائیں کہ جاؤ جنت میں۔ تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی قسمت میں بلا حساب جنت لکھ دیں۔ اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا یا اللہ! ہمارا حساب آسان لے۔ یہ دعا اے اللہ ہم سب کے حق میں قبول فرمالے۔

شبِ قدر کی خاص دعا

اور آج طاق رات بھی ہے، طاق راتوں میں کون سا وظیفہ زیادہ پڑھنا چاہیے یہ بھی بتا دیتا ہوں، اس میں جو پڑھنا چاہیے وہ بھی رسولِ خدا ﷺ نے سکھایا ہے کہ جب شبِ قدر پاؤ تو یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ۔ رواہ احمد و ابن ماجۃ و الترمذی))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب الصوم؛ باب لیلۃ القدر؛ ص ۱۸۲)

اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، بہت معافی دینے

والے ہیں تُحِبُّ الْعَفْوَ معاف کرنے کے عمل سے آپ بہت محبت کرتے ہیں، یہ آپ کا بڑا پیارا اور محبوب عمل ہے، اپنے بندوں کی خطاؤں کو معاف کردینا آپ کو انتہائی محبوب ہے تو اے خدا! اس محبوب عمل کو ہم گنہگاروں پر جاری کردیجئے یعنی ہماری خطاؤں کو معاف کردیجئے۔

تو دوستو! قرآن پاک کی تلاوت کے تین فائدے میں نے بتادیئے کہ اللہ کی محبت بڑھتی ہے، دل کا زنگ صاف ہوتا ہے، ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں لہٰذا روزانہ ایک پارہ کی تلاوت تو ضرور کیجیے اگر یہ نہ ہوسکے تو ایک رکوع ورنہ کم از کم دس آیتیں تو پڑھ ہی لیجیے، اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرلو کہ مرتے دم تک قرآن شریف کی تلاوت نہیں چھوڑیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

آہ! میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آتی ہے۔ حضرت عام حالات میں روزانہ پانچ پارے تلاوت کرتے تھے اور جب کبھی بہت کیفیت طاری ہوتی تو دس پارہ بھی تلاوت کرتے تھے اور تلاوت کے درمیان نعرہ بھی مارتے تھے، یعنی زور سے اللہ کہتے تھے، دس بیس آیتوں کے بعد اللہ کی محبت میں ایسا نعرہ لگاتے تھے جیسے انجن میں اسٹیم بھر جائے اور انجن برداشت نہیں کرتا تو اس کا ڈھکن کھول دیا جاتا ہے، ایسے ہی حضرت کے دل میں اللہ کی محبت کی اسٹیم اتنی بھر جاتی تھی کہ درمیان درمیان میں زور سے اللہ کہتے تھے تو ایسا مزہ آتا تھا کہ مسجد ہل جاتی تھی۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے صدیق تھے

ایک دفعہ درمیانِ تلاوت اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ آ جا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں، کیا شان تھی! اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے یا ربیّ! معاف فرمادیجئے، اور اس درد سے فرماتے تھے کہ جیسے خدا کو دیکھ رہے ہیں،

ایسا ایمان تھا۔ اپنے شیخ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خط میں لکھا کہ جب میں دنیا کی زمین پر چلتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں آخرت کی زمین پر چل رہا ہوں۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ شخص اپنے وقت کا صدیق ہے، اس کو اولیائے صدیقین کا درجہ ملا ہے۔ جس کے لئے دنیا کی زمین آخرت کی زمین بن جائے ایسے شخص کا ایمان و یقین کس مقام کا ہوگا؟ کبھی کبھی آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ اے قرارِ جانِ بے قراراں، اے اللہ! آپ بے قرار جانوں کے لئے قرار ہیں یعنی ہمیں تو بس آپ ہی کے نام سے چین ملتا ہے۔

چین وسکون اللہ تعالیٰ کی رحمت کی گود میں ملے گا

خوب غور سے سن لیجیے! انسان دنیا میں کہیں چین نہیں پائے گا۔ اختر نے جو آپ سے خطاب کر رہا ہے کعبہ شریف میں دیکھا کہ ایک بچہ اپنی ماں سے گم ہو گیا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو پیار کیا، نائجیرین، انڈونیشین، ملائشین، سوڈانین، مصری غرض دنیا بھر کی عورتوں نے اس کو پیار کیا کہ چپ ہو جا مگر وہ چلاتا رہا۔ آہ! دو سال کا بچہ اپنی ماں کی خوشبو کو پہچانتا ہے حالانکہ دوسری مائیں اس کی ماں سے زیادہ گوری اور اچھے کپڑوں میں تھیں لیکن وہ اپنی ہی ماں کو یاد کر رہا تھا۔ جب شُرطہ پولیس نے بچہ کو اوپر ہاتھ میں اٹھا کر زور سے اعلان کیا تو اس کی اصلی ماں دوڑی ہوئی آئی اور اس نے بچہ کو جیسے ہی گلے لگایا تو اختر اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ کر آپ کو بیان کر رہا ہے کہ جیسے ہی اسے اپنی اصلی ماں ملی وہ فوراً لپٹ گیا اور سو گیا، اختر کا شعر ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
ان کے کرم نے گود میں لے کے سلا دیا

جس کو ویلیم فائیو اور ویلیم ٹین سے بھی نیند نہ آتی ہو، ارے آؤ خانقاہوں میں

اللہ والوں کے پاس یا ان کے غلاموں کے پاس، اللہ کا نام لے کر دیکھو کہ کیسی اچھی نیند آتی ہے۔

سب سے اہم دعا

تو دوستو! ساری دنیا آپ کو پیار کرے، آپ کو ایئر کنڈیشن مبارک ہوں، مرسڈیز کاریں مبارک ہوں، بینک بیلنس مبارک ہوں، شامی کباب، پلاؤ اور بریانی مبارک ہوں لیکن میں واللہ قسم کھا کر روزہ سے رمضان میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کریں گے اور مالک کو خوش نہیں کریں گے ہم خوشی نہیں پا سکتے۔ بتایئے! خوشی کون پیدا کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ۔ تو خوشی پیدا کرنے والے کو جو ناراض کرے گا اس کے غم کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ اور جو خوشی پیدا کرنے والے کو خوش رکھتا ہے اس کی خوشی کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ اختر اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ اس لئے درد بھرے دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ مبارک مہینہ ہے، اللہ سے اللہ کو مانگ لو، ہم دنیا کی سب چیزیں خوب مانگتے ہیں مگر مبارک وہ بندے ہیں جو خدا سے خدا کو مانگ رہے ہیں، اپنے اللہ سے اللہ کو مانگ رہے ہیں۔ جس کو ہمارے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ العرب والعجم، مہاجرِ مکی نے کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر خدا سے عرض کیا تھا ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

اے خدا! میں تجھ سے تجھ ہی کو مانگ رہا ہوں، کیا اس سے بڑھ کر کوئی دعا ہو سکتی ہے؟ کوئی بیٹا اپنے ابا سے موٹر مانگ رہا ہو، کوئی بیٹا اپنے ابا سے کلفٹن کا بنگلہ مانگ رہا ہو، کوئی بیٹا اپنے ابا سے کوئی بڑا پلاٹ مانگ رہا ہو، لیکن ایک بیٹا کہتا ہے کہ ابا ہمیں تو بس آپ چاہئیں، ہم آپ کو مانگتے ہیں۔ آہ کیا مبارک بچہ ہے! تو مبارک ہیں وہ

بندے جو خدا سے خدا کو مانگتے ہیں اور جب اللہ مل جائے گا تو کیا کچھ نہیں ملے گا ۔

جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اِک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

دلوں کا اطمینان صرف اللہ کی یاد میں ہے

جس طرح سے مچھلی کو پانی میں چین ملتا ہے ایسے ہی اللہ کے نام کے صدقہ میں دلوں کو چین ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دل کا خالق ہے، جو ماؤں کے پیٹ میں دل بناتا ہے اُس خدا نے قرآن پاک میں اعلان کیا ہے:

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝﴾

(سورۃ الرعد: آیۃ ۲۸)

اے دنیا والو! کانوں سے غفلت کی روئی نکالو، خوب غور سے سن لو! صرف اللہ ہی کی یاد سے تمہیں چین نصیب ہوگا۔ چاہے لاکھوں روپے کے موتی سے خمیرہ بنایا جائے لیکن اللہ کے نام سے جو چین ملتا ہے موتی کا خمیرہ اسے نہیں پا سکتا، موتی اللہ کی مخلوق ہے اور مخلوق اللہ کے نام کی لذت کو کیا جانے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ میں جو پتھر لگا ہے تو دنیا بھر کے لعل اور موتی اللہ کے گھر کی چوکھٹ کے اس پتھر کے غلام ہیں حالانکہ موتی کتنا قیمتی ہوتا ہے مگر وہ پتھر جو اللہ کے گھر میں لگا ہے، دنیا بھر کے موتی اور جواہرات اس کے مرید ہیں۔ اسی طرح ساری دنیا کے موتی کے خمیرے اللہ کا نام لینے کے چین اور سکون کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ ائیر کنڈیشن میں خودکشیاں ہو رہی ہیں، اگر دنیاوی اسباب میں چین ہوتا تو امیر ملکوں میں بڑے بڑے مال دار خودکشی نہ کرتے جبکہ آج تک کسی ولی اللہ نے خودکشی نہیں کی۔ میں سارے عالم کو چیلنج کرتا ہوں، دنیائے کفر و یورپ کو بھی اعلان کرتا ہوں کہ دنیا میں کسی

ولی اللہ نے کبھی خودکشی نہیں کی، جس کے دل پر خدا کا ہاتھ ہو وہ دل کبھی بے چین اور بے قرار نہیں ہوسکتا۔ آہ! اگر شیر لومڑی سے کہہ دے کہ اے لومڑی! تیری پیٹھ پر میرا ہاتھ ہے؎

روبہے کہ ہست او را شیر پُشت
بِشکند کلّہ پلنگاں را بہ مُشت

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مولانا روم میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شیر کسی لومڑی کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ دے کہ گھبرانا مت، میں تمہارے ساتھ ہوں تو وہ لومڑی ایک گھونسے سے چیتوں کا کلّہ توڑ دے گی تو جس کے دل پر اللہ کی رحمت کا سایہ ہو وہ خودکشی کرسکتا ہے؟ میرا ایک شعر سن لیجیے؎

زندگی پُر کیف پائی گرچہ دل پُر غم رہا
ان کے غم کے فیض سے میں غم میں بھی بے غم رہا

اور علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے؎

ترے غم کی جو مجھ کو دولت ملے
غمِ دو جہاں سے فراغت ملے

اللہ کی محبت کا ایک ذرہ غم، خدائے تعالیٰ کی محبت کا ایک ذرہ درد اگر عطا ہوجائے تو دونوں جہان کے سلاطین کی سلطنت آپ کی نگاہوں سے گر جائے گی، یہ سورج و چاند آپ کو پھیکے نظر آئیں گے، سورج و چاند بھی خدا کے نور کے سامنے بے نور ہوں گے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے بِھک منگے ہیں، سورج و چاند کی روشنی خدائے تعالیٰ کی بھیک ہے اور جس کے دل میں خود اللہ آتا ہے تو اس کے دل کے عالم کا کیا عالم ہوگا؟ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شعر میں فرماتے ہیں؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑگئی لو شمع محفل کی
پتنگوں کے عوض اُڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

توبہ کرنے والے کے آنسوؤں کی قیمت

آج کی مبارک رات میں دو کام کیجیے۔ اللہ سے رو رو کر اپنے پچھلے گناہوں کی معافی مانگئے اور آئندہ کے لئے تقویٰ سے رہنے کی ہمت اور مدد مانگئے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں سورۃ اِنَّآ اَنْزَلْنَا کی تفسیر میں اللہ سے معافی مانگنے پر ایک حدیث قدسی نقل کی ہے:

((لَاَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ زَجَلِ الْمُسَبِّحِیْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۳۰ ص ۵۸۳)

جب بندہ اپنے گناہوں پر رو رو کر معافی مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا رونا، اس کا گڑگڑانا، اس کا توبہ استغفار، اس کی چشمِ اشکبار اتنی زیادہ محبوب ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے بندوں کا گڑگڑا گڑگڑا کر معافی مانگنا فرشتوں کے سبحان اللہ کہنے سے بلکہ ساری دنیا کے سبحان اللہ اور تسبیحات سے زیادہ عزیز ہے۔ لہٰذا آج کی رات ایک تو ماضی کے گناہوں پر معافی مانگ لیں کہ جو کچھ خطا ہوگئی اس کو معاف کر دیجئے اور آئندہ کے بارے میں یہ دعا مانگ لیجیے کہ یا اللہ! ہمارے مستقبل کو اپنی فرماں برداری کے نور سے روشن کر دیجئے، خدا سے اللہ والی زندگی مانگ لیجیے۔

گناہ چھوڑنے کا آسان نسخہ

یہ باتیں اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ اے معتکف حضرات! جب آپ لوگ یہاں آئے ہو تو اس بات کی نیت کرلو اور اللہ سے دعا بھی کرلو کہ اے اللہ! میں جتنا آپ کا یہاں ہوں، جیسے یہاں دس دن آپ کے سامنے بستر لگائے ہوئے میں باخدار رہا ہوں، آپ کے گھر سے جانے کے بعد سڑکوں پر بھی اتنا ہی آپ کا رہوں گا، اتنا ہی دفتروں میں، تجارت گاہوں میں بھی آپ کا

بن کے رہوں گا، اتنا ہی حسینوں کے سامنے اور ایئر ہوسٹس کے سامنے بھی آپ کا رہوں گا، جہاں بھی رہوں گا آپ کا بن کر رہوں گا۔

اس کے لئے ہمت سے کام لیجیے، ہمت کے لئے آپ کو کیا کرنا پڑے گا؟ نمبر ا: خود ہمت کیجیے، جیسے اگر آپ اپنے ہاتھ کو حرکت نہ دیں، ہمیشہ لٹکائے رہیں تو پھر وہ اوپر نہیں اٹھے گا، آپ نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی، جب آپ کو ہاتھ اٹھانے کی طاقت دی گئی تھی تو اس طاقت کو استعمال کیوں نہیں کیا، ہاتھ کیوں نہیں اٹھایا؟ تو ناشکری سے نعمت چھن جاتی ہے۔ اسی طرح جو لوگ گناہ چھوڑنے کی ہمت کو استعمال نہیں کرتے تو ناشکری کے سبب وہ عذاباً گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، اس لئے گناہوں سے بچنے میں اپنی پوری ہمت استعمال کریں، جتنی ہمت بھی اللہ نے دی ہے اسے استعمال کریں، زیادہ سے زیادہ موت واقع ہوسکتی ہے تو اس کے لئے بھی تیار ہو جایئے، اگر نظر بچانے سے موت بھی واقع ہو جائے تو ہم اس کے لئے بھی تیار رہیں۔ نمبر ۲: اللہ تعالیٰ سے ہمت مانگئے کہ اے خدا! مجھے گناہوں سے بچنے کی ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق عطا فرما، ہمت تو آپ نے دی ہے مگر ہمت کے استعمال کی توفیق بھی دے دیجئے۔ نمبر ۳: خاصانِ خدا سے ہمت کی دعا کی درخواست کریں اس لئے ہم سب ایک دوسرے سے درخواست کریں، ہم دوسروں کو خاصانِ خدا سمجھیں، اپنے کو نہ سمجھیں، ہم سب مل کر دعا کریں کہ یا اللہ تعالیٰ! آپ نے اپنی رحمت سے ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی جو ہمت عطا فرمائی ہے تو ہمیں اس ہمت کو استعمال کرنے کی توفیق بھی عطا فرما دیجئے۔ اے اللہ! آپ کے جو نیک بندے ہیں جن کے ہم نے دامن پکڑے ہوئے ہیں ان بزرگوں کی برکت سے یا اللہ تعالیٰ! ہم سب کو گناہوں سے بچنے کی ہمت عطا فرمایئے، استقامت عطا فرمایئے، یہاں تک کہ ہمارے ایمان و یقین کو اس مخلص مقام پر پہنچا یئے کہ ہم اپنی

ہر سانس آپ پر فدا کردیں اور ایک سانس بھی آپ کی ناراضگی میں نہ گذاریں، ایسا ایمان، ایسا یقین اور ایسی خشیت ہمیں نصیب فرمائیے۔ اے اللہ! گناہوں سے ہماری مناسبت ختم کردیجئے اور ہمارے دل میں اپنے قرب کے اتنے اُجالے پیدا کردیجئے کہ اندھیروں سے ہم کو مناسبت ہی نہ رہے۔ یا اللہ! ہماری ہر سانس کو اپنی رحمت سے اپنی رضا کے مطابق ڈھال دیجئے اور اپنی ناراضگی سے ہم سب کو بچائیے اور ہم سب کو اولیائے صدیقین کی سرحد تک پہنچادیجئے اور یہ آپ کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ آپ کریم ہیں لہٰذا ہماری گذشتہ تمام نالائقیوں کو اپنی رحمت سے معاف فرمادیجئے، آج تک کے سارے گناہوں کو معاف فرمادیجئے، ہمارے ماں باپ کو بخش دیجئے اور معتکفین حضرات کا اعتکاف اپنی رحمت سے قبول فرمالیجیے۔ پہلے میں اسمِ اعظم پڑھتا ہوں۔

اسمِ اعظم کی دعا

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ))

(سنن ابی داؤد: (اسلامی کتب خانہ)؛ کتاب الصلاۃ، باب الدعاء؛ ج ۱ ص ۲۱۹)

تفسیر روح المعانی میں ایک دعا لکھی ہے، ایک صحابی نے اس دعا کو پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھائی کہ خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ ایسا اسمِ اعظم ہے کہ اس کو پڑھنے کے بعد کوئی دعا رد نہیں ہوتی، ضرور قبول ہوجاتی ہے۔ اب وہ دعا سن لیجیے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْۤ اَسْأَلُكَ اَنِّیْۤ اَشْھَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ تحت سورۃ الاسرآء؛ ج ۱۵ ص ۲۴۴)

اب ان اسمِ اعظم کو پڑھنے کے بعد وہ دعا مانگتے ہیں جو مفسرِ عظیم علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے مانگی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَّا تَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ يَّكُوْنُ فَاَسْعِدْنَا فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لَّنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيْنَا وَاَعِذْنَا مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ، وَصَلِّ اللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ تحت سورۃ القمر؛ ج ۲۷ ص ۱۳۶)

کہ اے اللہ! ہم کو دونوں جہان میں نیک بخت بنا دے اور آپ ہمارے خاص ہوجایئے اور ہمارے خلاف کبھی نہ ہوں اور جو ہم پر زیادتی کرتے ہیں اے اللہ! ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما اور اے اللہ! ہم لوگوں کو قرضوں سے نجات عطا فرما، مخلوق کے ظلم وستم سے نجات نصیب فرما اور دشمنوں کے طعنے سے بھی بچا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ يَا رَجَآءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَآءَنَا، يَا غِيَاثَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَغِثْنَا، يَا مُعِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِنَّا، يَا مُحِبَّ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا اے ایمان والوں کی آخری امید آپ ہماری امیدوں کو نہ کاٹئے۔ اے توبہ کو محبوب رکھنے والے! ہماری توبہ کو اس مبارک رات میں قبول فرما لیجیے۔ یا اللہ! ہمارے سب گناہوں کو معاف فرما، بڑے سے بڑے کفر کو، شرک کو، دکھاوے کو، چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو اللہ پاک اپنی رحمت سے معاف کر دیجئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ یا اللہ! آپ بہت معافی دینے والے ہیں، معافی دینے کے عمل کو آپ محبوب رکھتے ہیں، ہم سب کی خطاؤں کو اپنے اس محبوب عمل کے صدقہ میں معاف فرما دیجئے اور

ہمارے ماضی سے درگذر فرمانے کے بعد موجودہ حالت کو درست فرما دیجئے، اپنی اطاعت اور فرماں برداری کی توفیق سے مستقبل کو روشن فرما دیجئے۔

یا اللہ! ہم سب کو، ہم جتنے دوست یہاں ہیں اور جو خواتین ہمارے گھر میں موجود ہیں، آج کی رات میں ایسا ایمان، ایسا یقین، ایسی خشیت اور اپنی ایسی محبت نصیب فرما کہ ہماری ہر سانس آپ کی رضا اور خوشنودی پر فدا ہوجائے۔ آپ نے ہم کو پیدا کیا، آپ ہماری حیات کے خالق ہیں، آپ سے بڑھ کر ہم پر کسی کا حق نہیں چونکہ آپ ہمارے پیدا کرنے والے اور پالنے والے ہیں تو اے خدا! ہماری ہر سانس کو اپنی رضا اور خوشنودی پر اور اپنی خوشیوں کے اعمال پر فدا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہمیں ایسا ایمان ایسا یقین عطا فرما دیجئے کہ ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں، جن اعمال سے آپ ناخوش ہوتے ہیں اے خدا! ہم آپ کی ناخوشی کے اعمال سے اپنے دل میں کبھی حرام خوشی درآمد نہ کریں، دوستو کتنی پیاری دعا ہے۔ اے اللہ! جن اعمال سے آپ خوش ہوتے ہیں ہمیں ان اعمال کی توفیق عطا فرما اور جن اعمال سے آپ ناراض ہوتے ہیں ہم ان اعمال سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں کہ آپ کے غلام ہوکر آپ کو ناخوش کر کے ہم اپنا دل خوش کرلیں۔ جو بیٹا اپنے باپ کو ناخوش کر کے اپنا دل خوش کرتا ہے تو وہ نالائق بیٹا ہے، اسی طرح وہ بندہ بھی نالائق ہے جو اپنے مالک اور پیدا کرنے والے کو ناخوش کرتا ہے اور اپنے دل میں چوری چھپے حرام لذت درآمد کرتا ہے۔ اس لئے آج اس مبارک رات میں اختر اپنے لئے اور آپ کے لئے دعا کرتا ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ کی آمین کو ہمارے لئے لگادے، یا اللہ ہم سب کو ایسا ایمان عطا کردے کہ ہماری ہر سانس ہر وقت آپ پر فدا ہو اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں، آپ اپنی خوشی پر ہم کو فدا ہونے کی توفیق دیجئے اور اپنی ناخوشی کی راہ سے حرام خوشیاں درآمد کرنے سے ہم سب کو

پناہ اور اپنی خصوصی حفاظت نصیب فرما دیجئے۔ اور ہمیں رزقِ حلال نصیب فرمائیے، اطمینان کی زندگی عطا فرما دیجئے، گردوں کے خراب ہونے سے، بلڈ کینسر ہونے سے، گردے میں پتھری پڑ جانے سے یا اللہ! آج کے زمانہ کے جتنے خطرناک امراض ہیں ان ساری خطرناک بیماریوں سے ہم سب کو حفاظت نصیب فرمائیے اور ہمارے بال بچوں کو اور ہماری بیویوں کو بھی حفاظت نصیب فرمائیے اور گناہ کرنے کی جتنی روحانی بیماریاں ہیں اے خدا! سارے ناسورِ کہن کو شفا دے دے، ہمارے دل کو اللہ والا دل بنا دے، ہمارے سینوں میں پاپی اور مجرم دل ہے، اے خدا! ہمارے مجرم دل کو اللہ والے دل سے تبدیل فرما دے، ہم سب کو اپنے اولیاء والی زندگی نصیب فرما دے اور یا اللہ! جن لوگوں پر قرض ہو ان کا قرضہ ادا فرما دیجئے۔ یا اللہ! جن میاں بیوی کے گھریلو تعلقات میں کچھ بدمزگی ہو دونوں میں محبت پیدا کر دیجئے۔ میری ایک کتاب ہے ’’خوشگوار ازدواجی زندگی‘‘ جو یہاں سے مفت ملتی ہے، مفت لے جائیں۔ جن کی بیٹی پر داماد ظلم کر رہا ہو وہ اپنے داماد کو یہ کتاب ہدیہ پیش کر دیں یا جو اپنی بیویوں کو ستا رہے ہوں، غصہ بھی ستانے میں شامل ہے تو ان شاء اللہ یہ کتاب پڑھنے سے ان کی اصلاح ہو جائے گی اور اپنی بیوی پر رحم کرنے کی توفیق مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جس کو جو غم ہو، جو دکھ ہو اللہ ہمارے ہر غم و دکھ کو خوشیوں سے بدل دے، ہمیں کبھی غم و فکر نہ دِکھا، ہمیشہ خوشیاں دِکھا۔ یا اللہ! ہمیں چین کی زندگی عطا فرما اور اپنی یاد میں قبول فرما لے، اپنی غفلت سے بچا لے۔ یا اللہ! غفلت کے کینسر سے ہم سب کو شفا دے دے، ایک سانس بھی ہم آپ کو نہ بھولیں جیسے مچھلی ہر وقت پانی میں رہتی ہے اسی طرح اے خدا! آپ ہمارے دل کو اپنے دریائے قرب میں غرق کر دیجئے، ایک سانس بھی ہم تجھ سے غافل نہ ہوں۔ یا اللہ! ہم جتنے لوگ بیٹھے ہیں سب کو ولی اللہ بنا دے،

اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچادے اور اب وہ دعا مانگ لیجیے جس کے بارے میں رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو یہ دعا مانگے گا اسے نبی ﷺ کی ۲۳ برس کی دعائیں مل جائیں گی، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تیرہ برس مکہ والی دعائیں اور دس برس مدینہ پاک کی دعائیں۔ وہ دعا یہ ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

(جامع الترمذی: (ایچ ایم سعید)؛ ابواب الدعوات؛ ج ۲ ص ۱۹۲)

اے اللہ! میں آپ سے وہ تمام خیر مانگتا ہوں جو آپ کے نبی ﷺ نے آپ سے طلب فرمائی ہیں اور ان تمام شرور سے پناہ مانگتا ہوں جن سے آپ کے نبی ﷺ نے آپ سے پناہ طلب فرمائی ہے۔ اے اللہ جو دعائیں مانگی ہیں ہماری ان تمام دعاؤں کو قبول فرمالے اور جو نہیں مانگ سکے تو بے مانگے محض اپنے کرم سے ہماری تمام جائز حاجتوں کو پورا فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ



ملفوظات

بیت اللہ اور اولیاء اللہ کا ادب

ہر چیز کے ادب کا ایک درجہ ہوتا ہے مثلاً قرآن شریف کے اوپر بخاری شریف یا کوئی اور حدیث کی کتاب نہ رکھیں، بخاری شریف پر مناجات مقبول نہ رکھیں۔ اسی طرح بعض لوگ چھڑی کا نیچے والا نوکیلا حصہ کعبہ کی طرف کر کے رکھتے ہیں، میں اس سے منع کرتا ہوں کہ چھڑی کا جو حصہ زمین سے لگتا ہے اور گندگی سے بھی ملوث ہوسکتا ہے اس کو کعبہ کی طرف مت کیجیے، اور جوتا بھی شمالاً جنوباً رکھنا چاہیے کیونکہ جوتی کی نوک دکھانا بھی محاورہ ہے کہ میں اس کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں، جوتے کی نوک سے ٹھوکر مارتا ہوں۔ تو بیت اللہ کی طرف جوتے کی نوک بھی نہ کرو اور ایڑی بھی نہ کرو، جوتے کا رُخ شمالاً جنوباً کر کے رکھیں، یہ بھی ادب ہے۔ ایک آدمی کی ایک ولی اللہ کا ادب کرنے کے باعث مغفرت ہوگئی تو اللہ کا ادب کتنا حیثیت اور مقام رکھتا ہے؟ وہ واقعہ اس طرح ہے کہ ایک دیہاتی لکڑہارا دریا کے کنارے وضو کر رہا تھا کہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی آ کر وضو کرنے لگے، دیہاتی لکڑہارا دریا کی اوپر کی جانب بیٹھا تھا اور دریا کا پانی نیچے امام صاحب کی طرف بہہ کر جا رہا تھا، تو اس دیہاتی کے دل میں خیال آیا کہ میرا پسینہ اور میری مٹی امام صاحب کو لگ جائے گی لہٰذا وہ اُٹھا اور امام صاحب سے نیچے کی طرف جا کر وضو کرنے لگا تاکہ امام صاحب کا پسینہ مجھے لگ جائے، جب اس کا انتقال ہوگیا تو ایک ولی اللہ نے خواب میں پوچھا کہ کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جو ادب کیا تھا اس کی برکت سے ہم نے تمہاری مغفرت کردی۔

عیادت اور تعزیت کرنا مسنون ہے

انسان کو انسان سے غم میں تسلی ملتی ہے، اگر ایک لاکھ جانور اس کو تسلی دیں یا اس کے غم میں روئیں تو بھی ان کے رونے سے اس کو غم میں تسلی نہیں ہوگی۔ تعزیت کرنا، تسلی دینا اسی لئے مسنون ہے کہ دوسرے انسان کے تسلی دینے سے ہی انسان کو تسلی مل جاتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تعزیت کو سنت ہی قرار نہ دیتے، تعزیت کا مسنون ہونا یہ دلیل ہے کہ تعزیت سے تسلی ہوتی ہے۔ اگر تعزیت دینے والا اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین کا صحبت یافتہ ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس کو دین کی سمجھ دی ہے اور وہ جس کو تسلی دے رہا ہے اس شخص کو اس اللہ والے سے حسنِ ظن بھی ہے تو پھر اس کا تسلی دینا اور بھی زیادہ مفید ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی دینی مربّی کو حقیر سمجھ رہا ہے، اس سے بُغض رکھتا ہے تو اس کو تسلی دینا یہاں تک کہ اس کی عیادت کے لئے جانا بھی اس اللہ والے کے لئے جائز نہیں ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بیمار کی عیادت وہ لوگ کریں جن کو دیکھ کر مریض کو انبساط ہو، فرحت حاصل ہو اور اگر اس سے لڑائی ہو، اس کو دیکھتے ہی انقباض ہو، ٹمپریچر بڑھ جانے کا خطرہ ہو اور وہ کہے کہ مجھ سے ملنے کے لئے یہ بلا کہاں سے آرہی ہے، تو ایسے شخص کو عیادت کے لئے نہیں جانا چاہیے کیونکہ عیادت کا مقصد یہ ہے کہ مریض کی طبیعت خوش ہوجائے اور خوشی سے دفعِ مرض میں مدد ملے۔ تو جس سے مناسبت ہوتی ہے، محبت ہوتی ہے، وہ جب عیادت کرے گا تو اس کے دل میں اس سے ملاقات کرکے خوشی پیدا ہوگی اور خوشی سے دل کو قوت پہنچے گی اور قوتِ قلب سے قوتِ دفاع پیدا ہوگی اور اگر وہ ایسا ہے کہ جس سے اس کو عدمِ مناسبت ہو اور لڑائی رہی ہو، اسے دیکھ کر بجائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے لگے تو اس کو دیکھنے سے اس کے دل میں اور زیادہ اختلاج شروع ہوجائے گا کہ یہ ہلاکو، یہ موذی یہاں کہاں سے آرہا ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو عیادت کے لئے جانا سنت نہیں ہے بلکہ ناجائز ہے۔

اہل اللہ کا مالداروں کے ساتھ رویہ کیسا ہونا چاہئے؟

اگر اللہ والے یا ان کے غلام کسی مالدار کو عزت دیدیں تو بدگمان لوگ جن کی آنکھوں پر بدگمانی کا چشمہ لگا ہوا ہے فوراً دل میں کہتے ہیں کہ اس نے ضرور کوئی بڑی رقم ہدیہ کی ہوگی، حالانکہ وہ کسی مصلحت سے اس کا اکرام کرتے ہیں جو ابھی عرض کرتا ہوں۔ پہلے ایک واقعہ سناتا ہوں، میرے ایک پیر بھائی بہت بڑے رئیس تھے، ان کے یہاں کاریں، گھوڑے اور بندوق کا پہرہ ہوتا تھا اور پستول لگا کر خود بھی ایسی آن بان سے رہتے تھے کہ بادشاہ معلوم ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم بحری جہاز پر کراچی سے بمبئی گئے، اس وقت شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم اور حضرت حافظ عبدالولی صاحب بہرائچی رحمۃ اللہ علیہ اور وہ رئیس صاحب بھی ہمراہ تھے، وہ عالم نہیں تھے مگر بہت ہی دین دار اور تہجد گذار تھے۔ ایک دن چائے بنا کر مجھ سے کہنے لگے کہ ذرا پیالیاں دھولیں، وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے لیکن میں نے ان سے کہا کہ جناب! سنئے مجھے اللہ نے دو حرف علم عطا فرمایا ہے، اگر مجھے چائے پلانی ہے تو آئندہ کبھی پیالی دھونے کے لیے نہ کہئے گا ورنہ میں اس کی چائے کبھی نہیں پیتا جو بعد میں مُلّا سے پیالی دُھلوائے۔ انہوں نے اسی وقت اپنی ٹوپی اتاری اور کہا کہ آپ میرے سر پر جوتے لگائیے، مجھ سے یہ گستاخی کیوں ہوئی؟ لہٰذا جب اس طرح کا موقع آئے گا تو پتا چلے گا کہ میں مال داروں کے ساتھ کیا برتاؤ کرتا ہوں لیکن ہر ایک کے ساتھ ڈنڈے کا استعمال مناسب نہیں ہے بلکہ اخلاق کے ساتھ پیش آنا بھی ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے۔ پھر جن کا مال اللہ کے راستہ میں خرچ ہو رہا ہے وہ واجب الاحترام ہیں یا نہیں؟ کیا یہ سنت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مال پر خوشی کا اظہار فرمایا؟ اگر آپ ایک مدرسہ قائم کریں اور کوئی آپ کو ایک لاکھ روپے دے دے تو کیا آپ اس کو لات ماریں گے یا اس کو انگوٹھا دکھائیں گے؟ لہٰذا مالداروں کے بارے میں یہ اصول ہمیشہ یاد رکھو کہ ان کو حقیر مت سمجھو کیونکہ وہ اللہ کے راستہ میں اپنا مال دے رہے ہیں اس لیے ان کی عزت کرو اور سوچو کہ معلوم نہیں قیامت کے دن اس کے ساتھ کیا معاملہ ہو اور ہمیں کسی کو حقیر سمجھنے کا حق ہی کیا ہے؟ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کہ بعض مالدار خود تو بے عمل ہوں لیکن انہوں نے اپنا جو مال مدرسہ میں دیا اس سے بعض اولیاء اللہ پیدا ہو گئے جن کی برکت سے وہ مال دینے والے بخشے جائیں۔ آہ! کیا بات فرمائی! اس لیے کسی کو حقیر مت سمجھو لیکن قلب میں ان کا احترام علماء کے احترام سے زیادہ نہ ہو کہ علماء سے بھی زیادہ ان کو محترم سمجھنے لگو۔ ایک بزرگ تھے جو علماء سے پیر نہیں دبواتے تھے لیکن جو مال دار ان کے پاس آتا اس سے کہتے تھے کہ پیر دباؤ، اس طرح ان کا دماغ ٹھیک کرتے تھے مگر علماء کی عزت کرتے تھے۔ (از سفرنامہ ری یونین معارف ربانی ص ۱۸۶)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ

hazratmeersahib.com